

## اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

## بیالیسوال اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 12 اگست 2021ء یروز جمعرات بہ طبق 03 محرم الحرام 1443 ھجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	توجه دلاؤ نوٹسز۔	29
4	رخصت کی درخواستیں۔	44
5	قرارداد نمبر 120 مجاہب:- محترمہ شکلیلہ نوید قاضی، رکن صوبائی اسمبلی۔	46
6	قرارداد نمبر 118 مجاہب:- جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن صوبائی اسمبلی۔	49
7	قرارداد نمبر 119 مجاہب:- جناب نصراللہ خان زیرے رکن صوبائی اسمبلی۔	66
8	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	68

## ایوان کے عہدیدار

اپیکر میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اپیکر سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔ جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر۔ جناب مقبول احمد شاہ وانی



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 12 اگست 2021ء بروز جمعرات بھطابن 03 محرم الحرام 1443 ہجری، بوقت شام 05 بجرا 50 منٹ زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا

إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَانَا ح رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

قَبْلِنَا ح رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ح وَاعْفُ عَنَّا وَقْفَةً وَأَغْفِرْنَا وَقْفَةً

وَأَرْحَمْنَا وَقْفَةً أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكُفَّارِينَ ﴿٢٨٦﴾

(پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۸۶)

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اُس کی گنجائش ہے اُسی کو ملتا ہے جو اُس نے کمایا اور اُسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا اے رب ہمارے نہ کپڑا ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھا ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگز رکھا ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ -

**جناب اپسیکر:** جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ حی زیرے صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اپسیکر! آپ کو بھی پتہ ہے کہ تین چار دن سے مسلسل مختلف جگہوں پر دھا کے ہو رہے ہیں، اُس پر تو میں ابھی public importance پر بولون گا۔ فی الحال 9 اگست کو میرے حلقہ انتخاب میں ایک کیبن میں دھا کہ ہو گیا اس میں ہماری پارٹی کے جوان سالہ امان اللہ کا کڑ شہید ہوا اس کے علاوہ حافظ ہمایوں وہ بھی بالکل young تھا 20 سال اسکی عمر تھی شہید ہوا۔ اس کے علاوہ 3 بندے میر و اُس حکمت اللہ اور تیسرا بندہ رباني بھی ان کے ساتھ شدید ریختی ہوئے ان شہداء کے لیے دعا کی جائے۔

**میر محمد اکبر مینگل:** جناب اپسیکر صاحب! ہمارے سابقہ اپسیکر لسیلہ سے موجودہ ایم این اے اسلام بھوتانی صاحب کی والدہ فوت ہو گئی ہیں ان کے لیے بھی دعا کی جائے۔

**جناب اپسیکر:** مولوی صاحب! دعا کی جائے۔

(دعاۓ مغفرت کی گئی)

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اپسیکر صاحب!

**جناب اپسیکر:** پہلے میں کارروائی شروع کروں پھر آپ کو ٹائم دے دوں گا۔ آپ کا تیسرا پارلیمانی سال مکمل ہوا ہے اس حوالے سے جو through out ہوا پھر آپ کو بالکل آپ کا genuine ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ معزز وزراء! ایک ہی وزیر ہے، وزراء تو ہیں ہی نہیں یہاں پارلیمانی سیکرٹریز ہیں۔ تو امید ہے وہ بھی آرہے ہوں گے اجلاس ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ شروع کرنے کا مقصد یہی تھا کہ تمام معزز اکیں موجود ہوں آج آپ کا تیسرا پارلیمانی سال مکمل ہوا ہے۔ معزز وزراء جو بھی آنے والے ہیں آئیں گے اور فاضل اراکین! اس سے پیشتر کہ میں اسمبلی کی کارروائی کا آغاز کروں مجھ نہایت خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ 13 اگست 2018ء کو وجود میں آنے والی گیارہویں اسمبلی کا آج مورخہ 12 اگست 2021ء کو اپنا تیسرا پارلیمانی سال مکمل کر رہی ہے، رواں اجلاس کی اختتامی نشست کے ساتھ ہی بلوچستان صوبائی اسمبلی کے 104 دن بھی مکمل ہو گئے ہیں۔ جبکہ آئینی طور پر کسی بھی صوبائی اسمبلی کے لیے پارلیمانی سال کے دوران 100 دن مقرر ہیں جو کہ ایک خوش آئند بات ہے۔ معزز اکیں! اسمبلی تیرے پارلیمانی سال کے دوران اسمبلی نے سالانہ میزانیہ بابت مالی سال 2021-22 اور ضمیمی میزانیہ بابت مالی سال 2020-21 کی بھی منظوری دی ہے۔ معزز وزراء فاضل اراکین اسمبلی! تیرے پارلیمانی سال کے دوران کل 18 اجلاس منعقد ہوئے جن میں ذیل

سرکاری اور غیر سرکاری کارروائی نمائی گئی ہیں مختلف نوعیت کے کل 33 مسودات قانون اسمبلی کو موصول ہوئے ہیں جن میں سے 32 مسودات قانون اسمبلی نے پاس کیے ہیں۔ جبکہ ایک مسودہ قانون متعلقہ مجلس قائدہ کے پرورد ہے۔ کل 8 سرکاری اور 36 غیر سرکاری قراردادیں اسمبلی میں پاس ہوئی ہیں۔ کل 241 سوالات کے نوٹسز اسمبلی کو موصول ہوئے ہیں جن میں سے 128 سوالات نمائادیے گئے ہیں۔ مختلف نوعیت کے کل 44 توجہ دلا و نوٹسز موصول ہوئے ہیں جن میں سے 30 توجہ دلا و نوٹسز کو اسمبلی میں خوش اسلوبی سے نمائادیا گیا۔ کل 26 تھا ایک التوا اسمبلی کو موصول ہوئی ہیں جن میں سے 16 بحث کے لیے منظور ہوئی۔ معزرا را کین کے استحقاق کی بابت اسمبلی میں 3 تھا ایک استحقاق کے نوٹس موصول ہوئے ہیں جنہیں متعلقہ مجلس کے پروردگاری گئی ہیں۔ مجلس حسابات عامہ نے صوبائی مالی سال حسابات پر آڈیٹر جزل کی مختلف روپوڑ پر 21 مختلف محکموں کے 361 پیراز پر غور کیا اور ان پر ضروری احکامات صادر کیے۔ بلاشبہ جمہوریت میں اپوزیشن کا کردار قبل تعریف ہے۔ جس کے بغیر اسمبلی ادھوری ہے۔ لہذا میں تیسرے پارلیمانی سال کے دوران حکومتی اور اپوزیشن کے اراکین کی جانب سے چیز کے ساتھ تعاون کرنے پر ان کے کردار کو سراہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ انشاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح ثبت کردار ادا کرتے رہیں گے۔ آخر میں ایک مرتبہ پھر تمام وزراء، معزز اراکین اسمبلی، چیف سیکرٹری، آئی جی پولیس، اسمبلی اسٹاف، مختلف محکموں کے سیکرٹری صاحبان قانون نافذ کرنے والے ادارے افران اور اہلکاران، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے تمام نمائندوں کا تہذیب دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے رواں تیسرے پارلیمانی سال کے دوران اسمبلی کے اجلاس میں ہمارا ساتھ دیا۔ امید ہے رواں پارلیمانی سال کی طرح آئندہ بھی آنے والے پارلیمانی سالوں میں بھی آپ تمام حضرات ایوان کے تقدس کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے رہیں گے thank you جی۔

**میریوس عزیز ہری:** شکریہ جناب اسپیکر! تین سال ہم نے کمل کیے آپ نے ہمیں مبارکباد پیش کی ہے۔ ہم بھی آپ کے تعاون کا شکر گزار ہیں لیکن ان تین سالوں میں ہم نے جس طرح ان کریمیوں پر اور ان مائیک کے ساتھ لڑتے ہوئے ہم نے گزارے ہیں تو آج میں ان تین سالوں میں یہ اپنی طرف سے اسمبلی کو گفت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ہمارے مائیک کا سشم خراب ہے تو یہ میری طرف سے اسمبلی کے لیے گفت ہے تاکہ کسی کام مائیک خراب ہو تو وہ اس میں بات کریں۔ مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** یا اپنے پاس رکھیں جس کے پاس اگر مائیک خراب ہے اس کو دے دینا اپوزیشن کی طرف سے انعام ہے۔

**میڈم شکیلہ نوید قادری:** جناب اسپیکر صاحب! اگر مجھے موقع دیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** جی میڈم! زیرے کی بعد آپ کی باری ہے پھر ثناء بلوج صاحب کی۔ جتنی باتیں کرنی ہیں اسپیکر موجود ہے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** thank you جناب اسپیکر! public importance پر میں کچھ بولوں گا۔ جناب اسپیکر! 9 اگست کو میرے حلقہ انتخاب مشرقی بائی پاس پر وہاں ایک چھوٹے سے کیben میں بم بلاست ہوا جس میں ہماری پارٹی کا ایک بڑا اچھا کارکن جوان سالہ امام اللہ کا کڑا اُس میں شہید ہوا اور پانچ بندے زخمی ہوئے۔ زخمیوں میں سے اگلے روز حافظہ ہمایوں بھی شہید ہوا۔ اسی طرح جناب اسپیکر! 18 اگست کو سریناچوک پر بم دھماکہ ہوا جس میں دو ہمارے پولیس الہکار بیچارے شہید ہو گئے۔ اور 10 اگست کو سرکی روڈ پر دھماکہ ہوا وہاں جانی نقصان تو نہیں ہوا بہر حال دھماکہ ہوا ہے آج ایک بجے کے قریب طارق ہسپتال وہاں شہید چوک ہے وہاں دھماکہ ہوا جس میں تین بندے زخمی ہوئے۔ جناب اسپیکر! امن و امان کے حالات اتنے خراب ہیں کہ حکومت کے بس سے باہر ہے کوئی کنٹرول نہیں ہے آج جو دھماکہ ہوا ہے اس سے شاید ایک فرلانگ کے فاصلے پر ایف سی کی چیک پوسٹ ہے وہاں ایف سی والے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے آپ نے دیکھا جناب اسپیکر 17 جون کو اس صوبے کی ایک عظیم شخصیت پشتو نخواہی عوامی پارٹی کے مرکزی سیکریٹری صوبائی صدر سینیٹر عثمان خان کا کڑ پر اپنے گھر میں جملہ ہوتا ہے اُس کو شدید زخمی کیا جاتا ہے۔ 21 جون کو ان کی شہادت کا عظیم سانحہ ہوتا ہے۔ پھر آپ نے دیکھا عوام کی جو والہانہ محبت تھی۔ اور اس ملک کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ ہوا۔ اور اس بات کی یہ گواہی دے رہا ہے کہ عوام کا ان کے ساتھ کتنا لگا تو تھا۔ اسی طرح پھر ملک عبید اللہ کا سی کو 26 جون کو اس کواغوا کیا جاتا ہے۔ 5 اگست کو ان کی لاش برآمد ہوتی ہے۔ جناب اسپیکر! یا ایسی صورت حال ہے کہ اس سے حکومت، اُسکے ادارے کامل طور پر فیل نظر آ رہے ہیں۔ عوام کی جان و مال کا کوئی تحفظ نہیں ہے۔ ستر، اسی ارب روپے امن و امان پر خرچ ہو رہے ہیں اُسکے باوجود آئندے دن یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ اگر ایک حکومت عوام کی جان و مال کا تحفظ نہیں کر سکتی، سب سے پہلا کام یہی ہے کسی حکومت کا کہ وہ اپنے عوام کی جان و مال کا تحفظ کرے۔ اور اس پر انشاء اللہ مزید بولیں گے کیونکہ آج قرارداد بھی ایک ہے ہمارے سامنے اُس قرارداد کے دوران ہم مزید اس موضوع پر بولیں گے فی الحال جو واقعات گزشتہ تین چار دنوں میں ہوئے ہیں ان کی میں نہ ملت کرتا ہوں۔ اور حکومت سے مطالبہ ہے کہ اگر آپ حکومت نہیں کر سکتے تو آپ حکومت چھوڑ دیں resign کر دیں یا خلائقی اقدار ہیں جمہوری روایات ہیں آپ ناکام ہیں۔ آپ کی پارٹی ہے، آپ کا بھی آج بیان آیا ہوا

ہے کہ حکومت کچھ کرنے نہیں رہی ہے۔ اچھا ہوا ذریعہ صاحب تشریف لائے ہیں، ان کو زیادہ بہتر معلوم ہو گا کہ ان دھماکوں میں جو سیچارے لوگ پرسوں ترسوں شہید ہوئے ان کا کیا قصور تھا ان کا کیا ہو گا۔ شکریہ جناب۔

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ زیرے صاحب، اسی طرح آگر آپ لوگ تعاون کریں گے اور کم بولتے رہیں گے تاکہ آپ کے ساتھیوں کو بھی موقع ملتا رہے۔ واقعی جو واقعات ہوئے ہیں ان کی جتنی مذمت کریں کم ہے۔ اور دشمنگرد انشاء اللہ ان پنے عزائم میں کامیاب نہیں ہو گئے اور ہماری سکورٹی فورسز اپنی جانیں بھی دے رہی ہیں اور کوشش بھی کر رہے ہیں انشاء اللہ ان کو جلد ان کے انجام تک پہنچائیں گے ہوم منسٹر صاحب، آئے ہیں چلو ضیاء صاحب سے بھی ان کی رائے لیتے ہیں۔

**میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبلی امور و پیڈی ایم اے):** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں ایک self explanation کر رہا تھا ہوں۔ جناب گزشتہ اجلاس میں کچھ اراکین اسمبلی نے PDMA کے حوالے سے سوالات اٹھائے تھے۔ تو ان سوالات پر اگر کوئی speech کر رہا تھا اُس میں وہ غلط زبانی غلط بیانی کر رہا تھا جو بول رہا تھا اُس کا پتہ نہیں ہے۔ لیکن اسمبلی میں لکھے ہوئے documents جو اسمبلی کی property ہیں۔ جو پورے ایوان کے سامنے اُن کو ہمارے دو دوست پڑھ کر اُس میں غلط بیانی کر رہے ہیں۔ کہ مطلب PDMA نے جو جواب بھیجے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں Mattress 10 ہزار کا پتہ نہیں کتنے کا۔ تو اس میں یہ اخباروں میں بھی آیا ہے اور الیکٹریک میڈیا میں بھی آیا ہے۔ تو اس سے میں یہ سمجھتا ہوں میرا اور میرے ادارے کا استحقاق محروم ہوا ہے تو اس پر آپ مہربانی کر کے کارروائی کریں۔

**جناب اسپیکر:** جی اس میں بڑی مہربانی آپ کی آپ نے بہت بڑا دل کیا، گو کہ آپ نے اس کو خود کمیٹی کے سپرد کیا تھا۔ تو اب اس میں اندازہ ہو جاتا کہ آپ اس میں قصور و ارہنیں ہیں۔ جو بھی کمیتی ہے وہ کمیٹی میں لارہے ہیں تو اسکو ہم appreciate کرتے ہیں کہ آپ نے بڑا اچھا قدم اٹھایا۔ تو اگر اُس میں اگر کہیں پر آپکا personal ہوتا تو آپ نہیں کہتے کہ اسے کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ جب کمیٹی کے حوالے کر دیا تو سمجھ لیں سب چیزیں انشاء اللہ سامنے آ جائیں گی سب کچھ سب کی نظر و میں بھی ہو گا کہ کیا کیا اُس میں چیزیں کیوں کس وجہ سے کیا چیزیں لی گئی ہیں۔ کیوں لی گئی ہیں؟ تو شکریہ اور اگر اور بھی آپ چاہتے ہیں تو اس میں آپ کے ساتھ ہیں۔ جی بشری رند صاحبہ کے بعد آپ۔

**محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکریٹری اطلاعات):** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شروع کرتی ہوں اللہ کے بابرکت نام سے جو بڑا غفور و رحیم ہے۔ حوالی کی بیٹی کیلئے اگر آج میں بات کروں تو خواتین کے لیے جن کو 1400

سال پہلے ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو عزت عطا فرمائی، وہ نہاب لوگ دے سکتے ہیں اور نہ کر سکتے ہیں۔ آج کل جو ہم اور آپ نے دیکھا ہے کہ میں پاکستان کی بات کروں گی کہ وحشیانہ درندے کھلے عام پھر ہے ہیں جو موصوم بچوں کے ساتھ بھی زیادتیاں ہو رہی ہیں، خواتین کے ساتھ بھی ہو رہی ہیں، اور بہت ساری خواتین کو قتل بھی کیے جا رہے ہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ جب تک ہم انہیں سزا عبرت نہیں بنائیں گے جس طرح کہ ترکی اور ایران میں دی جاتی ہے۔ بلکہ کچھ دن پہلے میں دیکھ رہی تھی کہ افغانستان میں طالبان نے بھی دو آدمی کو Hang کیا تھا جنہوں نے بچوں کواغوا کیا تھا۔ کل بھی نواس کلی میں بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی۔ پچھلے ہفتہ میں بھی ہوئی۔ تو کب تک ہم لوگ اس طرح رحم لی دکھائیں گے کہ ان کو صرف چند سالوں کی سزا ہو جائے جبکہ پورے خاندان کی زندگی بر باد ہو جاتی ہے۔ جب کسی بچی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے یا کسی خاتون کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے وہ درد محض کرنے کی ضرورت ہے ہم سب کو اور ایک سخت اقدام اٹھانے کی ضرورت ہے کہ ان کو وہی سزا میں دی جائیں۔ ابھی سعودی میں ایک بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی جس میں سات لڑکے ملوث تھے Gang Rape تھا، جس میں ساتوں کے سر قلم کر دیے گئے۔ وہ ویڈیو بھی viral ہوئی ہے۔ تو کیوں ناہ ہم بھی یہاں کچھ ایسے step اٹھائیں کہ جب دوچار کو اس طرح عبرتاک سزا میں ملیگی تو کسی کی جرأت نہیں ہوگی کہ کوئی بچی گھر سے آدھی رات کو بھی نکل کوئی پڑھنے کے لئے نکل رہی ہے کوئی اپنی یونیورسٹی جا رہی ہے، کوئی عورت مجبوری سے کمانے جا رہی ہے اس کے گھر کوئی مرد نہیں ہے۔ کوئی عورت مجبور ہے گھر سے باہر جانے کیلئے تو ان گندی نظروں کو ان گندے لوگوں کو منہ توڑ جواب دینے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم سب مل کر وفاق تک یا آواز اٹھائیں کہ جلد سے جلد اس کو implement کریں کہ اس طرح کی سزا عورتوں کے ساتھ زیادتی اور بچوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کو عبرتاک سزا دی جائے اور انہیں Hang کیا جائے۔ thank you

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ، اس حوالے سے شکیل نوید صاحبہ بھی قرارداد لائی ہیں۔ اور اب گورنمنٹ ہے وہ سخت step لے کہیں بھی چیز کی ضرورت ہو تو ہم ساتھ ہیں۔ اپوزیشن ہے، گورنمنٹ ہے مل کر کے ضرور ہم اس چیز کو آگے بڑھا میں اور ان کو انجام تک پہنچائیں تاکہ اس طرح کی حرکت کوئی نہ کرے۔ اور دوسرا بات یہ ہے کہ مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے آج گورنمنٹ کے نمائندے میٹھے ہیں ڈپلی سپیکر صاحب میٹھے ہیں۔ وزیر داخلہ بیٹھے ہیں، سابقہ وزیر ایم ہمارے رکن اسمبلی ہیں بھو صاحب بیٹھے ہیں، محترمہ بیٹھی ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میری وجہ سے اسمبلی کے ساتھ اس طرح ناروا سلوک ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے؟ تین سال ہوئے ہیں۔ یہاں قائد ایوان نے اعلان بھی کیا، بھر طارق مگسی نے ذمہ داری لی کہ اسمبلی کی بہتری، اسمبلی نہ چیز کی ہے

نہ اسپیکر کی ہے نہ اپوزیشن کی ہے نہ گورنمنٹ کی۔ یہ سب کی ہے پورا بلوچستان کا ایک face ہے۔ تین سال سے مسلسل ایک سیکم PC-1 reflect feasibility report بنی ہے، اُس پر پیسے خرچ ہوئے ہیں اس سال اُس اسیکم کو جو PSDP میں موجود تھا اُس کو بھی نکال دیا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جب زہری صاحب نے یہاں مائیک لایا، کیا یہ گورنمنٹ کے لئے ایک اچھا منصہ ہے۔ جب چیف منستر صاحب خود تقریر کر رہے تھے تو تین دفعہ ان کا مائیک بند ہوا۔ ہم نے اس time بھی کہا کہ ہم تین سالوں میں مائیک صحیح نہ کر سکے تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی چیز ہم بہتر کرنے میں، اُس دن شکلیہ نوید قاضی صاحبہ مائیک کو ہاتھ لگا رہی تھیں تو اُس میں کرنٹ آ رہا تھا۔ اور کرسیاں 20 ، 25 سال پرانی ہیں ان کی reqair کے حوالے سے بات نہیں ہوئی۔ اور اس سال بھی وزیر داخلہ صاحب! آپ منستر ہیں اس سے بڑھ کر فناں ڈیپارٹمنٹ نے، گوک ہم، فناں ڈیپارٹمنٹ ہے یا چیف منستر ہے۔ تین بلڈنگز ہیں ہمارے پاس اسمبلی کے repair کی مد میں ایک روپیہ بھی نہیں دیا۔ اگر یہاں شیشہ بھی ٹوٹ جائے کوئی بلب خراب ہو جائے یا کوئی لاک خراب ہو جائے، تین بلڈنگز ہمارے پاس ہیں اُنکی repair ہم کیسے کروائیں۔ کیا ہم انتظار کریں گے کہ ہم یہاں سے سمری بنا کر چیف منستر کو بھیجیں۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری اسپیکری کی وجہ سے اسمبلی کے ساتھ یہ ہو رہا ہے اگر یہی وہ رو یہ میرے خیال میں اسمبلی کے ساتھ رہے گا۔ اگر میں اتنا ہی ناپسند ہوں اور میری وجہ سے اسمبلی پر بھی اسکا اثر آ رہا ہے تو مہربانی کر کے مجھے ہی نکال دیں تاکہ یہ مسئلہ ہی حل ہو جائے، کوئی اچھا بندہ بیٹھے جو ان کو قابل قبول ہو تاکہ اسمبلی میری وجہ سے خراب نہ ہو۔ آواران تو میری وجہ سے disturb ہے، جب سے میں آواران کا MPA ہوں 2008ء سے میں وہاں اپوزیشن کا کردار میرے لیے ایسا رویہ اختیار کیا جا رہا ہے وہ تو چلو میں MPA ہوں وہاں کامیرا قصور ہے، آواران کے لوگوں کا قصور ہے کہ انہوں نے مجھے MPA بنایا۔ لیکن اسمبلی کا قصور یہ کہ آپ لوگوں نے مجھے اسپیکر بنایا تو کیوں اس میں تین سال میں، طارق مگسی نے کہا تھا مجھے کہ on the floor کہ میں، پہلے دو سال پہلے کہ ہم اس میں already کام کر چکے ہیں اور ٹینڈر last time processing سے processing سے last time ٹینڈر میں تھا کہ جوں آ گیا جس کی وجہ سے کام نہیں ہوا۔ لیکن یہ بات بھی بتا دوں کہ اس میں اسمبلی کا کوئی کردار نہیں ہے۔ یہی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ اور فناں ڈیپارٹمنٹ، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ 1-PC سب وہ بناتے ہیں۔ کہیں پے ہماری کمی ہے آپ ہمیں بتا دیں کہ اس وجہ سے ہم نے اس کو delay کیا اس وجہ سے نکلا۔ جی وزیر داخلہ صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** میں بول دوں اس کے بعد اگر منستر صاحب بولیں، میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔

ضیاء صاحب! میں اس پر تھوڑا سا۔۔۔

**جناب اسپیکر:** ضیاء صاحب! sorry thank you ضیاء صاحب۔ جی شاء اللہ صاحب۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے اسمبلی کے تین سال پورے ہونے پر سب کو مبارکباد دی لیکن ہمیں بذاتِ خود بڑی شرمندگی ہوتی ہے ان تین سالوں میں بلوچستان کے عوام کی جو تکلیف اور مشکلات ہیں اس میں اتنا اضافہ ہوا ہے پہلے کبھی نہیں ہوا ہے۔ مبارکباد ہم اس وقت وصول کرتے ہیں کہ جب بلوچستان اسمبلی کے فاور سے بولے جانی والی ہمارے ان تمام اراکین اسمبلی کی مدل باتیں، قراردادیں، تحریریک التوا، توجہ دلا و نوسر، سوال و جواب یا جبٹ کے بعد کی تقاریر کی بنیاد پر حکومت بلوچستان کوئی ثبت تبدیلی لے آتی۔ اجتماعی معاملات کو سمجھنے کی کوشش کرتے بلوچستان کے معاملات میں بہتری آتی۔ ہسپتال بہتر ہوتے، سکول بہتر ہوتے، بیروزگاری کا خاتمه ہوتا، لوگوں کو پینے کا صاف پانی فراہم ہو جاتا۔ جس طرح آپ نے کہا آواران اس میں کوئی شک نہیں پاکستان کا پسمندہ ترین خط ہے۔ اگر اس کامیں کہتا ہوں آواران یادو چار اور اضلاع بلوچستان میں ہیں جن کا اگر میں کہوں کہ یہ مرخ ہے ابھی تک، دنیا میں ان کو کبھی ایسا لگتا ہے کہ دریافت ہی نہیں ہوئے وہاں کے لوگوں کے انسانوں کی صورت حال دیکھیں آپ واٹک جائیں، خاران کے کچھ علاقوں میں جائیں موی خیل جائیں، ڈیرہ بگٹی کے کچھ علاقے ہیں بلوچستان کے کثر ڈسٹرکٹس میں لوگوں نے ابھی تک بکھی کی تاریں نہیں دیکھی ہیں۔ پانچ نہیں دیکھا ہے کہ اس میں سے پانی کیسے آتا ہے۔ انہوں نے سکول کی بلڈنگ تک نہیں دیکھی۔ انہوں نے کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا۔ پاکستان اور دنیا کے کسی اور ملک کے جھنڈے میں ان کو تفریق نہیں کر سکتے۔ بلوچستان میں ایسے بھی علاقے ہیں افسوس ہوتا ہے کہ تین سال ہم نے یہاں مکمل کیتے ہیں۔ میں آپ سے حل斐ہ کہتا ہوں میں بذاتِ خود کرن اسمبلی اپنے عوام کے ساتھ جو ہم نے وعدے کئے تھے۔ تین سال میں بلوچستان کو جس رو بزوں طریقے سے ہم دیکھ رہے ہیں ان تین سالوں پر ہمیں افسوس ہوتا ہے بالخصوص اس ایوان کے۔ اس پڑھے پرانے قالین اس ٹوٹی پوتی مانکیلیں، اس کا جوانِ نظام ہے، اور خاص کر کیونکہ آپ custodian ہیں اس اسمبلی کے۔ آپ نے وہ کمیٹی بنائی ہے میں اس کمیٹی کا ممبر تھا جب حکومت نے پہلی دفعہ اس کے لئے رقم منظور کی۔ اس میں دو تین بچھوں پر غلطیاں ہوئی ہیں۔ پہلی غلطی تو یہ ہے جناب والا! جب یہ پیسے۔۔۔۔۔

**جناب اسپیکر:** اس کمیٹی کی ممبر بشری رند صاحب بھی تھیں۔ تین سال پہلے کی بات ہے۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** جی بشری رند صاحب بھی تھیں۔ جی تین سال میں ابھی آنا ہوں دیکھیں! جب اُسوقت

شاید حکومت نے لیت والال سے کام نہیں لیا۔ شروع میں کچھ عرصہ بعد فنڈ رتو allocate کئے اس کے لئے مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے 25 یا 30 کروڑ روپے revamping اور upgradation کے لئے۔ یہ تریک بھی میں لایا تھا پہلے سال کہ جب میں نے پہلی تقریر کی میں حل斐ہ کہتا ہوں کہ دنیا میں اس اسمبلی کو ایک ماڈرن اسمبلی ہم دیکھنا چاہتے تھے۔ بلوچستان کو جو کہتے ہیں کہ emerging بلوچستان۔ بلوچستان کا ایک خوبصورت رُخ ایک اچھی شکل دکھانا چاہتے ہیں آپ اُس کی اسمبلی سے دکھاتے ہیں۔ آپ اُس کی سرکوں سے دکھاتے ہیں آپ اُس کے سیکرٹریٹ سے دکھاتے ہیں۔ آپ اُس کے ہسپتاں سے دکھاتے ہیں۔ آپ اُس کے سکولوں سے دکھاتے ہیں۔ بلوچستان کی خوبصورتی وہ پارکوں سے نہیں آتی۔ ایک دفعہ ہسپتاں میں لوگ مریض، وہ لاشیں بد بودار لاشیں پڑی ہوتی ہیں۔ وہاں مردہ خانہ جسے کہا جاتا ہے وہاں exhaust fan کا ایک باہر بلوچستان کی خوبصورتی نہیں آئی۔ جب آپ کی اسمبلی کی باتیں جب آپ کی اسمبلی کا رُخ جب اسمبلی سے باہر آنے والے لوگ دیکھتے ہیں ابھی بھی قرونِ وسطی کے وقت کی طرح کی اسمبلی ہے۔ اس سے تو پہلے روم کے زمانے میں جو سینٹ ہوتا تھا گریپس کا یونانیوں کا، رومن کا۔ اُسکی sitting، اُس کا بیٹھنا، اُس کا conduct وہ اس سے جناب والا! ڈیڑھ ہزار سال پہلے بہتر لگتا تھا۔ میں یہ کہوں گا اُس میں دو غلطیاں ہوئی ہیں اگر ہم نے غلطیوں سے سبق سیکھنا ہے۔ اول تو یہ ہے خیر وہ تین سال حکومت شاید یہ دو سال بھی بلوچستان کے عوام کا گلا دبانے میں ہی گزارے گی۔ اس حکومت نے فیصلہ کیا ہے گلا دباو۔ آواز دباو لوگوں کا خون نچوڑو۔ خون پھوسو۔ بلوچستان کے عوام کے جسم میں تھوڑا سا خون تھا وہ تو پہلے ختم ہو گیا ہے جو ان کے جسم میں تھوڑا سا پانی رہ گیا ہے وہ پانی بھی نکالو تاکہ یہاں آپ کو مردہ، زندہ لاشیں نظر آئیں اور کچھ نہ آیا۔ یہ آپ ہر جگہ پر دیکھ رہے ہیں۔ غلطی کہاں ہوئی۔ جب پیسے اسوقت پہلی دفعہ میز ہوئے۔ میں اس میں آپ کے سیکرٹریٹ کو بھی۔ کہ اس سے پہلے سیکرٹری صاحب تھے یا آپ کے ابھی انتظامیہ ہے۔ ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔ اور میں particularly اسلئے کہ میں مسلسل اس سلسلے رابطے میں تھا۔ میں ہر وقت کہتا تھا کہ غلطی کہاں ہے میں کاغذات کو خود دفاتر میں لیجانے میں میں نے کردار ادا کیا۔ کیونکہ جب ایک commitment ہم نے کی ہے۔ یہ میرا سب سے بڑا مسئلہ ہوتا ہے کہ جب ہم کوئی بات کرتے ہیں try myself । کہ ہم level-best اپر ہم اس کو fulfill کریں۔ جناب والا! جب پیسے آئے۔ میں نے پہلے دن سیکرٹریٹ کو کہا کہ اگر آپ اس کو سول سیکرٹریٹ میں پیور و کریٹ کے ہاتھ میں کہ جی آپ implement کریں وہاں کمیشن کا جھگڑا ہوتا ہے۔ وہاں پر اختیارات کا جھگڑا ہوتا ہے، وہاں پر کمیشن کا جھگڑا ہوتا ہے۔ وہاں پر پی اینڈ

ڈی کا جھگڑا ہوتا ہے۔

**جناب اسپیکر:** ویسے اس میں ہمارے پاس setup بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ نہ ہم ان چیزوں کو جب ڈیپارٹمنٹ متعلقہ ہیں۔

**جناب شناع اللہ بلوج:** اگر آپ اپنے گھر کی ملکیت نہیں کرتے۔ اگر آپ اپنے گھر کے مالک نہیں ہیں، آپ کو 25 کروڑ روپے دیئے تھے اگر آپ خرچ نہیں کر سکتے آپ کسی اور کو کہتے ہو میرے گھر کے لئے خرچ کرو۔

**جناب اسپیکر:** شناع بلوج صاحب! اس میں یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی انجینئرنگ نہیں ہے۔ نہ ہم اس کو ٹینڈر کر سکتے تھے، یہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ already ہے، اسے اسے بھی اونچی نیچی ہوتا ہے وہ سی اینڈ ڈبلیوڈیپارٹمنٹ ہی ٹھیک کرتا ہے۔ ہمارے کوئی انجینئرنگ نہیں ہے۔ ہمارے یہاں پر صرف ریکارڈ رکھتے ہیں۔ جی۔

**جناب شناع اللہ بلوج:** مجھے اس بات کا علم ہے۔ اگر آپ مجھے دو منٹ سنیں گے جب ہم سب سے غلطی ہوئی۔ ہم نے درستگی کرنی ہیں، اگر شاید آپ کو دوبارہ پیسل بھی جائیں۔

**جناب اسپیکر:** جی، ہم ان چیزوں میں پڑنا ہی نہیں چاہتے ہیں۔ جی۔

**جناب شناع اللہ بلوج:** اس میں جناب اسپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر جو بھی، آپ اس کی کمیٹی کا اجلاس آج بلا لیں۔ آج تھوڑی دیر کے بعد جب یہ ہماری قراردادیں وغیرہ ختم ہو جائیں گی۔

**جناب اسپیکر:** لیکن وہ اسکیم میں نکال دی ہیں نا آپ کا۔

**جناب شناع اللہ بلوج:** کوئی اسکیم نکالیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کی بہت بڑی طاقتور پوزیشن ہے، 25 کروڑ کیا آپ ان کے 25 ارب بھی لاسکتے ہیں۔ آپ اگر استغفار دے دیں جس طرح آپ کہتے ہیں کہ آپ کی وجہ سے آپ کا حلقوہ جو ہے وہ متاثر ہے، آپ کی وجہ سے اسے میں متاثر ہے۔

**جناب اسپیکر:** میں نہیں چاہتا تھا کہ within government کوئی گورنمنٹ بنالے۔

**جناب شناع اللہ بلوج:** آپ کی آئینی پوزیشن اور قانونی پوزیشن اتنی مضبوط ہیں آپ ان کی بنیادیں ہلساکتے ہیں۔ یہ اگر انہوں نے کوئی گورنمنٹ اس میں بد نیقی تھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم بیٹھے اس کو۔ ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہیں اس کو دوہرائیں نہیں۔ اور اس کو جو تحریک اسے اسے بھی نے پاس کی تھی میں چاہتا ہوں کم از کم ہمارے وقت میں ہم ایک ڈیجیٹل اسے اپنے آنے والے نمبر ان کو دیں۔ پہنچیں اس میں ہم ہوں یا نہ ہوں۔

**جناب اسپیکر:** ابھی ہمارا کام ہے کہ یہ آگے والوں کے کام آ جائیں۔

**جناب شناع اللہ بلوج:** لیکن کم از کم جناب اسپیکر! یہ بات ختم کرتا ہوں ایک اور بڑا افسوس مجھے ایک سال پہلے

13 اگست کو ایک سال پہلے ہم نے ایک چھوٹا سا motion یا ایک قرارداد یہاں پر منظور کروایا تھا۔ آواران کی طرح ایک اور ضلع ہے جس کا نام ہے واشک۔ واشک میں ایک علاقہ ہے۔ جو تحریک اُس کو کہتے ہیں بسمیہ۔ اس کے اندر ایک چھوٹا سا علاقہ ہے یونین کونسل جس کو کہتے ہیں ساجد۔ جس طرح آواران میں زلزلہ آیا ساجد میں جناب والا کل رات میں چار بجے وہاں سے آ رہا ہوں ساجد میں بچے مائیں نکلی سڑکوں پر کہتے ہیں شناہ صاحب ہم دعا کرتے ہیں خدا کرے کہ ان اراکین اسمبلیوں کے بچے بھی اس طرح سڑک پر در پر پھریں۔ یہ ان ماوں کی ان بچوں کی ان نوجوانوں کی بد دعائیں تھیں جب میں سڑک سے گزرا۔ ایک سال پہلے یہاں قرارداد پاس کی چیس کروڑ روپے جا کے ڈپٹی کمشنر نے پی ڈی ایم اے نے سارے کچھ منظور ہو گئے وہ فائل آج تک دستخط نہیں ہو رہا لوگ دوبارہ ایک سردی آگئی ایک سردی پچھلی انہوں نے گزار دی جس سے نمونیہ کے باعث ان کے سارے ہے چار سو بچے ہلاک ہو گئے اگر یہ کوئی اور ملک ہوتا جناب والا یہاں FIR ہوتی یہاں پر حکومت کے خلاف وہ بچے نمونیہ اور سردی سے مر گئے۔ میری بات سنیں سر! دوسرا سردی آنے والی ہے ایک فائل پڑا ہوا ہے وزیر اعلیٰ ہاؤس میں، ہماری ساری فائلیں دستخط نہیں ہوتی ہماری اسکیمیں نکل جاتی ہیں ہاتھ جوڑتا ہوں کم از کم ان بچوں کے لئے جو اس وقت سردی اور آنے والی سردی میں پائچ سو چھ سو اور مریں گے ان کے لئے خدا کے لئے کورونا کی مد میں تو اربوں روپے پر میرے دوست ہم سے ناراض ہیں کہ ہم نے سوال غلط پیش کیا ہے اسی لئے تو میں کہہ رہا تھا کہ ضیاء بھائی آپ میرے چھوٹے بھائی ہو آپ کے ادارے نے اگر غلط معلومات فراہم کی ہیں لے آئیں اس کو کمیٹی میں اسکرٹنی کرتے ہیں ایک ایک لفظ کی۔۔۔ (داخلت) اگر ٹھیک ہے آپ کا محکمہ صحیح ہے ہم غلط ہیں۔ آپ لے آتے اس کو آپ اسکو کمیٹی میں لے آئیں اتنا بڑا اپنہ ہے چاکلیٹ ہیں لسکت ہیں۔

**جناب اسپیکر:** اس دن میٹنگ ہوئی اور علاقے کا ایم پی اے بھی اس میں تھا۔

**جناب شناہ اللہ بلوچ:** جناب اسپیکر میں آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں کہ ساجد کے حوالے سے ابھی فوری طور پر ایک رونگ دے دیں کہ اگر ایک سال سے پی ڈی ایم نے assessment کی ہے ڈپٹی کمشنر نے کیا ہے اگر وہ نہیں ہوتے میں آپ کو بتا دیا ہم نے ویسی ہی اعلان کر دیا ہے۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے شناہ بلوچ thank you

**جناب شناہ اللہ بلوچ:** پندرہ دن کے اندر اگر ان کو دیا نہیں جاتا سی پیک روڈ بلوچستان نیشنل پارٹی کے تمام دوستوں نے فیصلہ کیا ہے۔

**جناب اسپیکر:** چلو اس کو دیکھتے ہیں۔

**جناب شناع اللہ بلوج:** لیکن یہ جو ہے ساجد کے لوگوں کا۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے۔

**جناب شناع اللہ بلوج:** اگر جناب والا! یہ اسمبلی تین سال کے بعد شکریہ جناب۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے، ٹھیک ہے thank you شناع بلوج صاحب جی بڑی مہربانی آپ نے بات کی یہاں پر میں ایک چیز کو quote کرنا چاہتا ہوں پسمند ہو تو بہت زیادہ ہی آور ان ہے اور بہت زیادہ لیکن میں شکریہ بھی ادا کرتا ہوں وزیرِ اعظم کا فیڈرل گورنمنٹ کا انہوں نے through out اس دورانِ اہمیت وہاں پر جو مشرف کے ٹائم پر رکا ہوا تھا اس کو دوبارہ شروع کیا آور ان اور بیلہ روڈ وہ منظور ہوا ہے اور جلدی ہی اس پر کام شروع ہو رہا ہے جن علاقوں میں روڈ آجاتے ہیں تو اسی کی بہتری ہے لیکن فیڈرل گورنمنٹ سے ہمارا کوئی گلنیں ہے انہوں نے آور ان میں اچھا خاصا وہاں پر پرو جکٹس دیے ہیں ہم ان کے شکرگزار ہیں لیکن اس کا یہ نہیں ہے یہاں کی ہماری صوبائی گورنمنٹ صوبائی گورنمنٹ کا ہاتھ چلتا تو وہ بھی نہیں دیتا لیکن الحمد للہ اللہ نے وہ چیزیں دی ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) جب مجھے فنڈ زندہ نہیں دیں گے تو اس کو کہہ آوار ان کو دیں گے میری وجہ سے آور ان۔ جی بھٹو صاحب، بھٹو صاحب مداخلت نہیں ادھر سے بھی ہاتھ آ جائیں ایک منٹ۔

**جناب خلیل جارج بھٹو (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقليتی امور):** شکریہ جناب اسپیکر صاحب سب سے پہلے میں تین سال کامل ہونے پر اسمبلی ادا کیں کو اور آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گوہوں کے جمہوریت کا سلسلہ اس طرح جاری و ساری رہے تاکہ جمہوریت کے ڈائریکٹ جو ثمرات ہیں وہ غریب لوگوں تک پہنچیں اور غریب کی حالت کو بدلا جائے اور یہی جمہوریت کا حسن ہوتا ہے کہ اپوزیشن حکومت پر تقید کرے حکومت اپنا جواب دے اپنا دفاع کرے یہی جمہوریت کا حسن ہے۔ جناب اسپیکر کل گیارہ اگست یوم اقلیت تھا اس پر سریوم اقلیت پر پورے پاکستان میں پروگرام بھی ہوئے، اُس کو منایا بھی گیا، اُس پر لوگوں نے احتجاج بھی کیا کہ سر پاکستان میں اور بالخصوص میں بلوجستان کی بات کروں گا کہ 1985ء سے لیکر آج دن تک اقلیتوں کی سیٹوں کو بڑھایا نہیں گیا۔ جبکہ دوفعہ سیٹوں کو بڑھایا گیا بلوجستان اسمبلی میں بھی اور پاکستان میں لیکن اقلیتوں کی سیٹوں کو بڑھایا نہیں گیا آخر میں اس ایوان سے اس مجززا ایوان سے request کرتا ہوں کہا پنی۔

**جناب اسپیکر:** اس پر بھٹو صاحب ایسا کریں آپ قرارداد لا کیں ہم اس کو پاس کر دیں گے۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور:** قرارداد سراسر اس پر میں نے کہا تھا لیکن آنہیں سکتی اگر ایک consensus کیسا تھا اگر ہم نیشنل اسمبلی کو request کریں اپنے ممبران کو بھی request کر رہے ہیں

**جناب اسپیکر:** تو قرارداد request ایک بھیج سکتے ہیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور:** پورا بلوچستان سرپورا بلوچستان ہمارا حلقة ہے ہم تین لوگ پورے بلوچستان میں نہیں پہنچ سکتے اگر سبی میں کوئی واقعہ ہو جاتا ہے تو اس کے لئے بھی ہمیں ڈھانی گھنٹے چاہیے وہاں پہنچنے کے لئے تو تین ممبران کے سرپورے بلوچستان کو سنبھالنا مشکل ہے 24% حصہ ہے بلوچستان۔

**جناب اسپیکر:** جی شکر یہ خلیل جارج۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور:** دوسرا سر last bus میں ایک جو باتیں ہوئیں ہیں یہاں حکومت کے خلاف اور حکومت کے کہ تین سال میں کچھ نہیں ہوا ہے میں صرف ایک شعر میں کہوں گا۔

**جناب اسپیکر:** نہیں ہم نے حکومت کے خلاف نہیں کہا۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور:** سر! بات نہیں کروں گا ایک شعر کہوں گا۔

**جناب اسپیکر:** ہم نے کہا کہ اسمبلی میں change نہیں آئی وہ میرا قصور ہے باقی آپ نے کام کیئے ہیں الحمد للہ۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور:** ایک شعر جناب۔

فصل دھرتی پر بوئی تھی چاندنی کی	۔
اب اس پر آگئے لگے انگارے	
تو جی میں ملاں کیسا	
کوئی جگنو کوئی دیا جلاۓ رکھنا	
تم میرے گھر کا خیال چھوڑو	
تم اپنے گھر کا خیال رکھنا	

**جناب اسپیکر:** جی شکر یہ۔ گورنمنٹ کا ہم نہیں کہہ رہے ہیں لیکن اسمبلی کے اندر نظر آرہا ہے یا میری وجہ سے یا گورنمنٹ میں اگر اسمبلی میں change نہیں لایا ہے میرے خیال میں باقی۔۔۔ (مداخلت)۔ کسٹوڈین ہیں، میری وجہ سے تو آپ نے فنڈ ہی بند کر دیے ہیں۔ مجھے پی ایس ڈی پی سے پتہ چلا ہے پتہ نہیں باقی کس نے کہا ہے، نہیں کہا ہے، وہ مجھے پتہ نہیں ہے۔ میں تو مسلسل کوشش کر رہا ہوں کہ ہاؤس کو خوش اسلوبی سے چلاو۔۔۔ گورنمنٹ کا حق بتا ہے وہ چیزوں کو جس طرح لاتے ہیں ہم کوشش بھی کرتے ہیں۔ لیکن پتہ نہیں کہاں پر کی رہ جاتی ہے کہ میری کوئی بات ہے جونا گوار، میں وہ نہیں کہہ رہا ہوں اگر آپ اگر اسمبلی میں کوئی چیز اچانک یہ جزیرہ خراب ہو جائے تو کیا میں تین مہینے انتظار کروں کہ یہاں پر سری بنا لیں، ہم وہاں سے چیف منستر سے پیے لیں۔ جو بچھلی دفعہ سرینا میں دھماکہ ہوا یہاں پر سارے شیشے ٹوٹ گئے، ہم تو انتظار نہیں کر سکتے، اُسی ٹائم۔ بنانے والا تو سی اینڈ ڈبلیو ہے لیکن یہ ہے کہ اسی ٹائم ہو جاتا تھا۔ اگر ابھی نہیں ہیں پیے تو پیے کہاں سے لا کیں گے

بہر حال---(مداخلت)۔ اسی طرح کرنا پڑے گا یا مجھے نکال لیں۔ جی اختر لانگو صاحب---(مداخلت) یہ محترم ایجھی ہم لوگ کمیٹی کے نمبر بھی بنے ہیں اور ہم نے اس کا وزٹ بھی کیا ہے ساری چیزوں کا اسمبلی کی ڈیجیٹل کرنے کا۔ میڈیم بھی بیٹھی ہوئی ہیں گورنمنٹ سے ہیں ہم۔ مطلب ہم بھی گورنمنٹ سے ہیں، آپ اپوزیشن بھی ہیں، کسٹوڈین ہیں ساتھ لیکن لا یا تو BAP گورنمنٹ ہی نے ہے یہاں چیز پر بٹھایا۔

**میر اختر حسین لانگو:** شکریہ جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہوں گا بہت مختصر کوشش کروں گا کہ اس پر بات کرلوں جناب والا یہ پچھلے کئی سالوں سے دشت میں ایک قبرستان آباد ہو گیا ہے گمان قبرستان یہاں پر روز ایڈھی والے اور چھپا والے جو ہیں وہاں پر لاشیں لے جا کر دفاتر رہے ہیں یہ کئی سالوں سے کوئی سات، آٹھ سالوں سے یہ سلسلہ چل رہا بھی دو تین دن یا چار دن پہلے بھی دشت میں چھپا والوں کی سو شل میڈیا پر انی ویڈیو بھی آگئی ہے انکے تصاویر بھی آگئے ہیں کہ کوئی دس کے قریب لاشیں گمانام لاشیں، وہ چھپا والے اور چھپا کے ڈرائیور اور اسکے ملازمین جو ہیں انکا جنازہ پڑھا رہے ہیں، دس لاشوں کا۔ اور ان کو گمانام کر کے وہاں پر دفایا جا رہا ہے۔ جناب والا میری آپ سے اور اس ہاؤس سے یہ request ہے کہ بلوجستان میں بہت سارے معاملات پہلے سے چل رہے ہیں missing persons کے issues الگ سے چل رہے ہیں اسی طرح کے اجتماعی قبر "تو تک" سے برآمد ہوئے ان کا آج دن تک کوئی رپورٹ نہیں آس کا آج دن تک جو میشن بنا تھا اس کی میشن کی رپورٹ کو بھی اس اسمبلی میں ٹیبل نہیں کیا گیا ہے تو جناب والا چھپا والوں کو بلا کے اس کی ایک انکواڑی کروائی جائیں کہ لاشیں کن کی تھیں اور چھپا کوس نے دیئے تھے دفنانے کے لئے؟۔ اور لاوارث لاشوں کو دفنانے کا بھی ایک طریقہ کار ہوتا ہے جو ایک ایس اوپی ہوتی ہے انکی کہ چھپا اور ایڈھی والوں کو دیئے جاتے ہیں۔ وہ ایک قاعدے اور قانون کے تحت دیئے جاتے ہیں۔ پہلے ان کو ہسپتال میں رکھا جاتا ہے انکی تصویریں لی جاتی ہیں ان کو مختلف اخباروں میں انکے اشتہارات دیئے جاتے ہیں اور ایک مخصوص مدت کے لئے ان کو رکھا جاتا ہے سر دخانے میں کہ اگر انکے ورثاء اس مدت کے بعد بھی کوئی رابطہ نہ ہو اور انکے ورثاء معلوم نہ ہوا سکے بعد باقاعدہ گورنمنٹ کی اجازت سے گورنمنٹ باقاعدہ ان کو authroise کرتا ہے کہ اب یہ لاوارث لاشیں آپ لے جا کر کسی قبرستان میں دفاندیں۔ جناب والا لاوارث قبروں کے لئے دشت میں ایک قبرستان مخصوص کیا گیا ہے۔ جس میں آج دن تک آپ وہاں جا کر دیکھیں سینکڑوں کی تعداد میں قبریں اس وقت تک بن چکی ہیں۔ لیکن آج دن تک کوئی ایک اخبار مجھے اٹھا کر دکھادیں کہ اُس میں کسی بھی لاوارث میت ہے اُس کی تصویر چھپی ہو، یا اُس کا کوئی اشتہار دیا ہو، یا کوئی انکواڑی ہوئی ہو، کسی

نے چھپا سے ایدھی سے پوچھا ہو یہ لاشیں کہاں سے آ رہی ہیں۔ ان کے بارے میں ان کے ورثاء کو ڈھونڈنے کے لیے کون سے اہم اقدامات کیے ہیں، تو یہ جناب والا یا ایک اہم اور سنجیدہ مسئلہ ہے۔ اس پر مہربانی کر لیں آپ ایک روٹنگ دے دیں اور چھپا کے ان ذمہ داروں کو یہاں اسمبلی میں بُلا لیں اور ان سے باز پُرس کی جائے کہ یہ دس کے قریب جوانانوں کی لاشیں یہ کسی کے بیٹھے تھے، یہ کسی کے بچے تھے یہ کسی کے سر پرست تھے تو ان کی لاشیں کس کے کہنے پر کس قانون کی اجازت سے، کون سی وہ قانونی formalities ہیں وہ پورا کرنے کے بعد آپ نے انہیں دشت میں لے جا کر دفنادیا، یہ مہربانی کر لیں آپ اس پر ایک روٹنگ دے دیں۔

**جناب اسپیکر:** جی شرکر یہ، جی زابدری کی صاحب۔

**میرزادعلی ریکی:** میں اس seat میں آیا ہوں مجھے تین سال تین مہینے

**جناب اسپیکر:** پارلیمانی سال کا، میں نے نہیں کہا، پارلیمانی سال۔

**میرزادعلی ریکی:** پارلیمانی سال کا بالکل۔ جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ جب آپ اسپیکر ہیں، یقین کرتے ہیں رات کو بھی ہم نے آپ کا یہ جوششل میڈیا میں آپ کا یہ دیکھا، صح اخبار میں بھی دیکھا، ہمیں بہت افسوس ہوا، اسپیکر صاحب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بلوچستان میں ایک بڑی شخصیت دی ہوئی ہے ایک نام ایک پہچان دی ہوئی ہے، مگر ہمیں افسوس ہوتا ہے اگر آپ کے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے تو ہم اپوزیشن تو پہلے سے تین سالوں سے رورکر تو ہم تو ڈوب گئے ہیں۔ پختہ نہیں وجہ کیا ہے آخر جناب اسپیکر صاحب، اسمبلی کے یہ دیکھیں، یہ کوئی اور colour کا ہے، وہ کوئی اور colour کا ہے۔ اچھا پہلے مٹھا خان نے اپنی کرسی وہاں سے کر کے آ کر ANP کے کہ میں یہاں پڑیٹھوں گا، میری کرسی اس طرح ہے۔ جناب اسپیکر صاحب!

آخر اس اسمبلی یا ایوان اگر اس کی حالت یہ ہے تو باقی بلوچستان کہاں پر ترقی کی ہوگی۔ تین سالوں میں میرے خیال سے بلوچستان میں کوئی ترقی نہیں ہوئی ہے سوائے کرپشن کی، سوائے بینک بیلننس کا، سوائے اس لوگوں کے اپنے پروٹوکول کا، اس بلوچستان کے کسی عوام کو کسی علاقے میں کسی تحصیل میں، کسی جگہ میں ترقی نہیں کی۔

جناب اسپیکر صاحب! آوارن جیسا آپ نے کہا بالکل آوارن پورے بلوچستان میں backward relationship ہے، اس کے بعد next واشک ہے، یہ حالت ہے یہ حساب کتاب ہے پھر ہم اس گورنمنٹ سے کیا امید وابسط کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب، آپ نے جو stand لیا ہوا ہے جناب اسپیکر اسی stand میں رہیں۔

إِنْشَاءُ اللَّهِ، اللَّهُ تَعَالَى آپ کو کامیاب کرے گا۔ ہمیں امید ہے۔

**جناب اسپیکر:** مجھے جلدی نکلوانے کے چکر میں ہیں۔

**میرزا عبداللہ ریکی:** نہیں، جناب اسپیکر صاحب انشاء اللہ تعالیٰ واشک کے اور تمام غیور بلوچستان کے سب تمام عوام کی دعا میں آپ کے ساتھ ہیں یہ رات والا جو آپ نے سو شل میڈیا پر چلا یا ہے۔ یقین کرتے ہیں انشاء اللہ انقلاب جلد آئے گا۔

**جناب اسپیکر:** یہ تو وہ کہانی ہے مجبور ہو کر آجیل مجھے ماروا لی کہانی ہے۔

**میرزا عبداللہ ریکی:** نہیں نہیں جناب اسپیکر! ہم آپ کے خیر خواہ ہیں۔ ہم یہ جو 23 MPAs 23 MPAs آپ کے ساتھ ہیں انشاء اللہ ہم آپ کے ساتھ رہیں گے انشاء اللہ۔ جناب اسپیکر صاحب اس لوگوں کی باتوں میں دھوکہ نہیں کھانا۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** انہوں نے آج اس چیز پر بٹھایا ہے، باپ پارٹی نے بٹھایا ہے۔

**میرزا عبداللہ ریکی:** BAP پارٹی نے بٹھایا ہے مگر باپ پارٹی والے آپ کو اس حوالے سے نہیں دیکھ رہے ہیں۔ یہ آپ کو ناکام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ یقین کریں۔ یہ آپ کو مداخلت تو دور کی بات ہے آپ کو اختیار آپ کے پورے بلوچستان میں آپ کو بڑا اختیار ہے۔ جب آپ کی یہ حالت ہو گی ہم اپوزیشن ہم کہاں جاسکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب second بات جو ہمارے فاضل دوست ثناء بلوج صاحب نے کہی، واقعی ساجد میرے ڈسٹرکٹ میں ایک حلقة، ایک یونین، ایک وارڈ ہے۔ پچھلے سال اگست میں، 13 اگست تھا یا 12 اگست میں وہاں پر earthquake آ گیا۔ اسی اسمبلی کے فورم میں اٹھ کر میں نے کہا اس مظلوموں کو، وہ ہماری مائیں بہنیں، خدارا وہ کیا کریں، کہاں جائیں، لوگوں کے گھر ختم ہو گئے، point ہم نہیں کون سے پر تھا، ایک گھر ساجد میں نہیں رہا، ابھی تک ایک سال پورا ہوا ہے یہ earthquake ہمارے بھائی مائیں، بہنیں وہاں پر، جناب اسپیکر صاحب میں نے باقاعدہ PDMA سے ریکارڈ بالکل گیا ہوا ہے، چیف سیکرٹری سے بالکل ریکارڈ گیا ہوا ہے CM کے پاس۔ ابھی فائل CM کے پاس ہے۔ پیسہ دینا ہے CM کو دینا ہے ساجد کے حلقوں میں، لئے گھر damage ہوئے ہیں کتنے گر گئے ہیں مگر آپ جناب اسپیکر صاحب اس پر آپ رولنگ دیں کہ جلد از جلد جتنے مہیا ہو سکتے ہیں ان لوگوں کو دے دیں۔ اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب ہمارے کہنہ مشق سیاستدان، خاران، واشک اُس وقت ایک حلقة تھا ہمارے MPA مسابقه MPA مسابقه ڈاکٹر حسین صاحب کو میں welcome کرتا ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

**جناب اسپیکر:** ڈاکٹر حسین صاحب یہاں پر موجود ہیں ہمارے، وہ ممبر اسمبلی رہے ہیں، ہم ان کو پورے ہاؤس کی طرف سے welcome کرتے ہیں۔

**میرزاد علی ریکی:** آخر میں جناب اپسیکر میرے مظلوم و اشک کے عوام کی دعا آپ کے ساتھ ہیں اسی طرح

رہنا انشاء اللہ۔ جیت آپ کی ہوگی پرواہ نہیں کرنا انشاء اللہ—thank you

**جناب اپسیکر:** جی ترین صاحب—thank you ریکی صاحب۔

**جناب اصغر علی ترین:** شکریہ جناب اپسیکر صاحب، آپ نے پاریمانی تین سال مکمل ہونے پر مبارکباد پیش کی اور ساتھ ہی آپ نے اپسیکر جو اس چیز پر آپ بیٹھے ہیں۔

**جناب اپسیکر:** نہیں، یہ یونس زہری صاحب نے درمیان میں۔۔۔

**جناب اصغر علی ترین:** آپ نے BAP as a Speaker پارٹی کا اہم رکن ہوتے ہوئے، آپ نے جن خدشات کا اظہار کیا، وہ سب نے یہاں سُنا۔ آپ کتنے بے بس ہیں، آپ کے اختیارات میں کتنی مداخلت ہوتی ہے۔ اور اس سے ہٹ کے آپ کے حلقے میں کتنی مداخلت کی جاتی ہے اس کا اظہار رات کو بھی کیا آپ نے آج بھی کیا ہے۔ جناب اپسیکر صاحب تین سال گزر گئے ہیں لیکن ان تین سالوں میں ہم نے جو وعدے کیئے تھے یا جو ہم نے لوگوں سے جو امید ناطہ رکی تھی یا لوگوں نے جو ہمیں دوٹ دیا ہے یا ہمیں ممبر منتخب کیا ہے یہاں پر جناب اپسیکر صاحب ان میں سے سو فیصد سے پانچ فیصد کام بھی ہم لوگوں نے نہیں کیا۔ اس تین سالوں میں اسمبلی میں قرارداد بھی پیش ہوئی، توجہ دلا و نوٹس بھی آیا، ہر قسم کے بلوچستان کے ساحل و وسائل، حلقے کی مشکلات، لوگوں کی مشکلات پر بات چیت ہوئی، لیکن خاطر خواہ کوئی رزلٹ نہیں تکلا۔ یعنی، ہم لوگ ان تین سالوں میں نہ ہم نے لوگوں کو پینے کا پانی دیا نہ ہم نے اُن کے لئے کوئی اچھے schools کا بندوبست کیا، نہ ہم نے اُن کو اچھا سا ہسپتال دیا، یعنی سخت، ابیوکیشن، تعلیم میں ہم نے کوئی بھی ایسا اقدام نہیں کیا جو عوام جس سے مستفید ہوتے۔ جناب اپسیکر صاحب! اس ہاؤس میں تین واقعات کا ذکر میں نے کیا جو انتہائی دلخراش واقعات ہیں اور اسی فلور پر حکومتی بخیز پر بیٹھے وزراء صاحبان نے یقین دہانی بھی کروائی اور وعدے بھی کیے کہ ان پر بات کی جائے گی۔ جناب اپسیکر صاحب 2019ء کے end میں ایک سیالاب نمبر اس ہوئی پیشیں میں۔ جس میں ایک دیوار گری، اور ایک ہی والد کی دو بیٹیاں اُس میں شہید ہو گئی ہیں۔ جس کا کیس ہم نے گورنمنٹ کے سامنے رکھا، اسمبلی کے سامنے رکھا، فلور کے سامنے رکھا، حکومت کے سامنے رکھا، آج دن تک ان بچیوں کو ان بچیوں کے والد کو compensation نہیں ملی۔ پھر اُس کے بعد تین بچیاں ہیں، بہنیں ہیں، ان کو انتہائی سخت کینسر ہیں۔ ہم نے ہر دروازہ کھٹکھٹایا۔ یہاں پر وعدے بھی ہوئے وعید بھی ہوئی، ہمارے پاس کچھ شوابد بھی موجود ہیں کہ ان بچیوں کا علاج حکومت بلوچستان کرے گی۔ وہ کینسر سے ابھی بھی تڑپ رہی ہیں تین

سالوں میں۔۔۔ (مداخلت)۔ لیکن سن لیں، تلخ باتیں ہیں برداشت کر لیں۔

**جناب اسپیکر:** ترین صاحب! آپ چیز کو address کریں۔ بھٹو سیکھ رہا ہے ابھی بھی۔

**جناب اصغر علی ترین:** جناب اسپیکر صاحب! اُس کے تین سال تک ہمارے پاس documentation ہے لیکن وہ بھی نہیں۔ جناب اسپیکر صاحب واقعہ ہوا پیش میں عباسی ہوٹل پر سلنڈر پھٹا، تین cousin اور بھائی ایک ہی خاندان کے جلس کر شہید ہو گئے اُس کا ہم نے اسی فلور پر رکھا حکومت سے ہم نے مطالبہ کیا کہ انکو documentation دی جائے ان کو compensate کیا جائے۔ سب کچھ ہم نے کرایا لیکن جناب اسپیکر صاحب! اُنکے بھی کوئی ازالہ نہیں ہوا۔ ہم اس تین سالوں میں ہم نے اپنے حلقے میں کچھ نہیں کیا۔ یہاں جو حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم نے infrastructure میں کام کیا تین رو یہ رو ڈبنانے سے کسی کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ تین رو یہ رو ڈبنانے سے کسی کو تعلیم نہیں ملے گی تین رو یہ رو ڈبنانے سے کسی کو صحت کا کوئی سہولت نہیں ملے گی جناب اسپیکر صاحب! ہم اس اسمبلی میں چیختہ رہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال ہے ہمارا اُس میں 9 لاکھ آبادی پر ایک ایجو لینس ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم صحت پر کیا بات کریں گے۔ تعلیم ہم آپ کو تائیں 50% ہمارے اسکولز و ہاں پر بنڈ پڑے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں کیا تین سال پورے ہو گئے ہم جس چیز کی مبارکباد ایک دوسرے کو دیں؟۔ کس چیز کی مبارکباد دیں جناب اسپیکر صاحب؟۔ آپ as a Speaker بیٹھے ہوئے ہیں آپ تو ایک Honorable Chair ہیں آپ اُس پر بیٹھے ہوئے ہیں گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ آپ جب اتنا وہ تحفظات کا اظہار کر رہے ہیں خدشات کا اظہار کر رہے ہیں یہ جو ہم 23 MPAs بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ ہم تو پھر ہم کس کے سامنے روئیں؟ کس کے سامنے اپنے عوام کیلئے کس کے سامنے روئیں چھینیں چلائیں؟ یہ ہی ہو سکتا ہے کہ خاموشی سے بیٹھ جائیں۔

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ۔

**جناب اصغر علی ترین:** اور تو کوئی حل نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب!

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ۔

**جناب اصغر علی ترین:** یہ جو آپ نے مبارکباد پیش کی ہے کم از کم یہ مبارکباد یہ واپس ہم دیتے ہیں آپ کو مبارکباد نہیں چاہیے۔

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ۔ شکریہ آگے کارروائی پر جائیں گے لمبا ہو گیا ہے۔

**جناب اصغر علی ترین:** یونس عزیز زہری صاحب نے جو مائیک آپ کو دیا ہے یہ انکے لئے کافی ہے کہ یہ مائیک

رکھ لیں۔

**جناب اسپیکر:** thank you۔ یہ سیکرٹری صاحب۔۔۔ (مداخلت)۔

**جناب اصغر علی ترین:** جناب اسپیکر صاحب! یہ اتنے لئے کافی ہے۔

**جناب اسپیکر:** جی۔۔۔ (مداخلت) جی آپ کو بھی دے دوں گا۔ آپ کو تو لازمی دوں گا۔ جی شکریہ۔ ضیاء صاحب میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ جی۔ جو انہوں نے بات کی اُس کو تو آگے بڑھاؤ۔۔۔ (مداخلت) آپ کو دو منٹ دوں گا۔ آپ دو منٹ لیں دس منٹ لیں آپ کا ہی time ہے مسئلہ نہیں ہے۔ جی شکریہ تمام ممبروں کا اور جس طرح، ایک تو یہ ہے کہ ترین صاحب نے جو کہا ہے کہ concerned ڈیپارٹمنٹوں کو لکھیں اور جو ساجد کے بارے میں ثناء بلوچ صاحب نے اور ریکی صاحب نے کہا۔ ضیاء صاحب! بالکل آپ جو رپورٹیں بنائیں، بالکل صحیح ہونگے۔ کیونکہ ہم نے اس کو face کیا ہوا ہے آواران کو earthquake کو۔ پہلے phase میں جو IPDMA اور انہوں نے رپورٹ بنایا تھا وہ تیس ہزار کے قریب گھر تھے۔ لیکن بہت سارے ایسے گھر نجی گئے تھے لوگوں کے علاقے نجی گئے تھے جہاں پر سروے نہیں ہوا کہا تو دوبارہ اسکو revisit کیا گیا تھا۔ اگر آپ، دیکھیں، ڈیپارٹمنٹ ہے چیزیں کی پیشیاں ہوتی ہیں اگر آپ نے کیا ہے واقعی، ہم نے اس کو face کیا ہے ہم نے دیکھا ہے۔ اگر آپ کی کسی چھوٹے سے step میں کسی غریب کا کوئی کام ہو جاتا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ آپ revisit کریں اور دیکھیں۔ اگر کہیں پر ہیں بالکل اس کو PDMA کو لیٹر لکھیں اگر کہیں پر آپ سمجھتے ہیں کہ اگر revisit کی ضرورت ہے دوبارہ کر لیں کیونکہ ہم نے تین دفعہ revisit کیا تھا آواران کو پھر بھی ابھی تک بھی کہیں ایسے گھر جن تک ہم پہنچ نہیں سکے اُنکو نہیں دے سکے۔ تو واقعی اس میں کی بیشی ہے۔ بھٹو صاحب آپ نے کہا کہ گورنمنٹ نے بڑا اچھا کیا ہے۔ ہمیں شک نہیں ہے گورنمنٹ نے اچھا کام کیا ہے نہیں کیا ہے۔ لیکن اگر اسمبلی میں ایک روپے تین سالوں میں خرچ نہیں ہوا اور خود آپ چیزیں دیکھ رہے ہیں آپ کو سمجھ آ رہا ہے سی ایم صاحب کا مائیک بند ہوتا ہے تو اس کا مجھے سمجھ آتا ہے کہ میری وجہ سے اسمبلی کا یہ حال ہے تو میں اسی لئے میں اس چیز کیلئے تیار ہوں کہ آواران تو چلوسی ایم صاحب کی مہربانی سے وہ جو مداخلت کر رہا ہے، کر رہا ہے، میری وجہ سے اسمبلی خراب نہ ہو جائے تو اس کیلئے میں تیار ہوں کہ کبھی بھی اگر جام صاحب کو میں پسند نہیں ہوں اسمبلی کو خراب نہ کریں۔ میں تیار ہوں اس سے نکلنے کیلئے۔

(ڈیک بجائے گئے) جی ضیاء صاحب! پھر میں صاحب! آپ کو دیتے ہیں پھر احمد نواز کو۔ thank you (ڈیک بجائے گئے) میرضاء اللہ الگو (وزیر داخلہ و تابعی امور و پی ڈی ایم): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! جس طرح

آپ نے بتیں کی جن خدمات کا اظہار کیا آپ پارٹی میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ پارٹی کے علاوہ جس چیز پر آپ بیٹھے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** جی تین سال سے، sorry، میں آپ کو بتاؤں، تین سال سے میں مسلسل آپ نے فلور پر کہا ہے طارق مگسی نے کہا ہے جام صاحب نے کہا ہے سب نے کہا ہے، میدم بشری صاحبہ کمیٹی کی ممبر بھی، تین سال پہلے ہم نے اُس کو کیا۔ آج مجبور ہو کے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ میں یہ بتیں کر رہا ہوں۔ لیکن میں کبھی بھی یہ بتیں نہیں کرتا کہ آج یہاں پر ہمیں شرم کا مقام ہے کہ ایک اپوزیشن لیڈر ایک مائیک دیتا ہے کہ جس کا مائیک خراب ہے۔ پرسوں میرے خیال میں ترسوں اسد بلوج صاحب نے واک آؤٹ کیا کہ ہمارا مائیک ہی صحیح نہیں ہے تو ہم کہاں پر۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم: یہ ہماری بھی خواہش ہے کہ۔ بالکل یہ ہونے چاہیے ضروری ہے۔

**جناب اسپیکر:** میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید میری وجہ سے ہے۔ وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم: نہیں نہیں اس میں بالکل ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ ویسے پارٹی میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اُس کے علاوہ آپ کے چیزرا کا ایک اپنا respect ہے آپ کے ساتھ کوئی ذاتیات کر نہیں سکتا آپ custodian ہیں۔ جن خدمات کا اظہار آپ نے آپ کے چیزرا کی جانب سے ہوئے ہیں اسی میں ہم بھی چاہتے ہیں یہ اسمبلی ہم سب کی نہیں بالکل پورے بلوچستان کا گھر ہے۔ اسکی ہم خود چاہتے ہیں کہ اسکی رونقیں بڑھ جائیں اس کی آسانش ہو جائے۔ اس میں ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں بشری بی بی ہیں باقی دوست ہیں ہم آپ کا حوالہ دیکے آج کے اجلاس کا حوالہ دے کے وزیر اعلیٰ صاحب سے خود بیٹھ کے ان چیزوں کو discuss کر کے تا کہ یہ جو ہماری بھی خواہش ہے کہ منسلک حل ہوں۔

**جناب اسپیکر:** ہم تو چاہتے تھے کہ ضیاء صاحب! یہ چیزیں فلور پر آئے ہی نہیں۔ ہم مسلسل ایک طریقے سے address بھی کرتے رہے ہیں، بتاتے بھی رہے ہیں کہ یہ چیزیں ہیں۔ لیکن میں جو چیز دیکھ رہا ہوں صرف مجھے آپ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ نے اچھا کام کیا ہے۔ کیا آپ نے، میں یہ بات نہیں کہتا ہوں کہ کسی ڈیپارٹمنٹ میں مجھے رہا بھی لگ رہا ہے، بات کرتے ہوئے کہ میں یہ بات کروں کہ تی ایم ہاؤس میں ڈیڑھ ارب روپے آپ نے جو کہ عوام کیلئے ہیں آپ نے روکے ہوئے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کا سی ایم ہاؤس عوام کیلئے بند ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) تو کیا اُس کے لئے آپ نے سی ایم ہاؤس کے ڈیڑھ ارب روپے خرچ کیئے ہیں، یہاں پر دور و پے خرچ نہیں کریں گے جو آپ کے بلوچستان کا face ہے؟ یہ مجھے

سمجھ آتا ہے کہ یہ میری وجہ ہے جس کی وجہ سے آپ یہ جس پر خرچ نہیں کر رہے ہیں۔ آپ کو نظر نہیں آ رہا ہے؟۔ کیا تین سال بعد اگر ہم اپوزیشن کی طرف سے ایک مائیک ہمیں ملتا ہے کیا ہمارے لئے اور گورنمنٹ کیلئے اچھا مقام ہے؟۔ کیا آپ نے مجھے عزت دی ہے؟ یہ مائیک انہوں نے لا کر مجھے دیا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ میری وجہ سے ہے۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم:** جناب اسپیکر صاحب! آپ کی بات۔۔۔

**جناب اسپیکر:** دیکھیں آپ چیزوں کو بہتر کریں یہ آپ کا face ہے پوری دُنیا آپ کو دیکھتی ہے یہاں پر لوگ آتے ہیں آپ کے ساتھ آپ کے لوگ آتے ہیں حلقے کے لوگ آتے ہیں وہ کہیں گے کہ یا! اسمبلی میں وہ اپنا رونارور ہے ہیں ہمارے مسئلے خاک حل کریں گے؟

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے:** صحیح۔ ہم آپ کے سیکرٹری کے ساتھ بیٹھ کے فناں منستر سے کہیں گے فناں سیکرٹری کو بھی کہیں گے کہ جو اس اسمبلی کے مسئلے ہیں اُنکے لئے کوئی، آپ کے خدشات بھی پہنچادیں گے، وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات کریں گے۔

**جناب اسپیکر:** خدشات یہ آپ کے اپنے ہیں، میرے نہیں ہیں۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم:** خدشات آپ اظہار کر رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** آج نہیں کیا ہے پہلے بھی بہت دفعہ کیا ہے۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم:** پہلے سے ہوئے۔ ہم سب کے علم میں ہے۔ باقی وزیر اعلیٰ ہاؤس، اسپیکر صاحب ایک عوامی جگہ ہے وہ کسی کیلئے بند نہیں ہے اُس میں عوام جاتے رہتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** عوام کو میں نے ضیاء صاحب مہربانی کریں۔ عوام کہیں پڑھیں ہے مبروں کو آٹھ آٹھ گھنٹے انتظار کرنا پڑتا ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم:** وزیر اعلیٰ صاحب پورا دن عوام کے ساتھ ملتے ہیں، ہم وہاں ہوتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** جی بین صاحب۔ جی اس پر آپ اپنی اپنی وہ باتیں کریں۔ یہ باتیں مت کریں کہ وہاں پر عوام ہے عوام نہیں ہے وہاں پر۔ مجھے عوام کی تصویر ایک تین سال میں عوام کا ایک بھی بتا دیں؟۔ کہ ایڈ واائزرز، اسپیشل اسٹنسٹ کے علاوہ کوئی قبائلی شخصیتوں نے visit کیا؟ مجھے ایک picture دکھادیں سی ایم ہاؤس کا کہ یہ عوامی آفس ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم:** ہمارے ساتھ ہر دن لوگ جاتے ہیں، ہم تو ملاقات کرتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** بس میں نے۔ یہ کیا ہم سے یہ دوغلی پالیسی نہیں ہوتی ہے، ہم غلط بات نہیں کریں گے۔ جی مبین صاحب۔ (ڈیک بجائے گئے)

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم:** باقی جو ساجد کے حوالے سے آپ نے بات کی، باقی وہ۔

**جناب اسپیکر:** وہ اُس کو لیٹر ٹھیج دیں گے۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم:** وہ آپ نے بات کی اُس کے بارے میں کل ہی انشاء اللہ کل ہی میں PDMA کی میٹنگ بُلاوں، گادیکھوں گا کہ کہاں پر مسئلہ ہے پھر اُس کے minutes آپ کو بھجوادوں گا۔

**جناب اسپیکر:** جی。 sorry میں آپ سے بات کرتا رہا۔ جی مبین خان۔

محمد مبین خان خلجمی (پارلیمنٹری سیکرٹری برائے محکمہ کوئٹہ ڈولپمنٹ اتحاری ار بن پلانگ اینڈ)؛ آعوذ باللہ من الشیطین الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے فور دیا۔

جناب اسپیکر صاحب! میں بات کرنا چاہوں گا جو ہمارا گست کام ہی نہ ہو start ہوتے ہی، ہشتنگر دی کے اوپر اور خاص طور پر جو کوئٹہ شہر کے اندر مختلف واقعات ہوئے اور اُس میں جو لوگوں کی شہادتیں ہوئیں اور انکی فیملز کے ساتھ ہم نے رابطہ بھی کیا کہ اُنکے والدین اُن کے والد اور اُنکے بھائی اُنکے جو لوگ ہیں اُنکی بہت بُری حالت تھی جو اُس ہشتنگر دی میں گئے۔ وہ پولیس والے ہوں یا عام لوگ زخمی ہوں، اُنکے حوالے سے۔ پھر دستی بم حملہ ہوئے۔ اور یہ دکھانا چاہ رہے تھے کہ پاکستان کا جھنڈا جو اُٹھائے گا، ہم اُس پر دستی بم حملہ کریں گے۔ اس پاکستان میں 70 ہزار لاشیں ضائع ہوئی ہیں اُنکی غلط فہمی ہے کہ وہ اس طرح کے بزدا نہ حملہ کرتے ہوئے پاکستان کے

لوگوں کا عزم، لوگوں کا وقار، لوگوں کی غیرت اور انکو مکروہ کریں گے یہ اُنکی غلط فہمی ہے۔ اور یہ بھی میں بتانا چاہوں آپ کو کہ یہ جو پاکستان کے اندر ہشتنگر دی ہو رہی ہے یہ نام لیتے ہوئے مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ہمیشہ ہمارے اداروں کے اوپر توبات کرتے ہیں مگر نہیں کہتے کہ افغانستان اور اندیشیا کی ایجنسیاں بلوچستان کے اندر مداخلت کر رہی ہیں اور بلوچستان کے اندر یہ ہشتنگر دی کر رہی ہیں۔ باقاعدہ payroll کے اوپر لوگوں کو رکھا گیا ہے۔ میں آج اسمبلی فلور پر بولوں گا کہ اگر میراسکا بھائی بھی پاکستان کے خلاف ہے تو اُس کو چوک پر لٹکایا جائے۔ چوک پر لٹکایا جائے جو پاکستان کے خلاف ہو جو پاکستان کے خلاف بات کرتا رہا ہے۔ آج یہ بھی بات کریں کہ جس کے گھر میں شہادتیں ہوئی ہیں آپ جا کے اُن سے پوچھیں، اُن کی ماوں سے پوچھیں۔ اُن کے باپ سے پوچھیں، اُدھر بھی یہ تکلیف ہوتی ہے اگر کسی بھی انسان کی ہشتنگر دی ہوتی ہے۔ اُس کے حوالے سے ہماری گورنمنٹ نے یا میں نے ذاتی طور پر یا ہماری پارٹی نے ہمیشہ نہ ملت کی ہے۔ اور انشاء اللہ اسی طرح ہم

نمذمت کرتے رہیں گے۔ اور یہ یقین کریں کہ یہ لوگوں کی غلط فہمی ہو گی کہ پاکستان کا جو ہے 14 اگست میں لوگ گھر سے نہیں نکلیں گے اُس سے زیادہ جذبات سے ہم منائیں گے۔ اور یقین کریں کہ ہمارے لوگوں میں اور بھی جذبہ ہے اور بھی اس سے طاقت بڑی ہے، یہ اس چیزوں سے ڈرنے والے نہیں ہے اگر کوئی اس کو protest کرتا ہے یا ان کے خلاف جاتا ہے تو وہ اُس کی بھی میں نمذمت کرتا ہوں کہ خدار! آپ سیاست ادھر کرتے ہیں کھاتے ادھر ہیں، پیتے ادھر ہیں، عزت ادھر ہے سب کچھ ادھر ہے اور بات ادھر کی کرتے ہیں یہ ایک غلط طریقہ کار ہے۔ مہربانی جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ مبین صاحب بڑا اچھا آپ نے کہا۔ واقعی کوئی مائی کالال پاکستان اور بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے اور حصہ رہے گا، کوئی اس کو اس سے جدا نہیں کر سکتا ہے۔ اس طرح کے حربوں سے نہ وہ پاکستان کی محبت کم ہو سکتی ہے۔ اور انشاء اللہ اور زیادہ لوگوں میں محبت اور چیزیں بڑھ رہی ہیں۔ دشمن دیہ مت سوچیں کہ ہم چار بیگناہ یا جہاں پر کہیں والے ہیں یا پاکستان کا flag یعنی پرچم والے ہیں ان کو مار کے یہ ثابت کریں گے کہ پاکستان میں بلوچستان کے لوگ اُس کے ساتھ نہیں ہیں۔ پورا بلوچستان اُس کے ساتھ ہے۔ کہیں پر ایسا نہیں ہے دشمن دیہ دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شاید اس میں کوئی ہے کوئی اس طرح نہیں ہے اور محبت بڑھتی جا رہی ہے۔ اور ہم سب پاکستان کے فورسز کے ساتھ ہیں۔ آج جو پورے بلوچستان کی عوام ہیں یہاں ہماری نمائندے ہیں، ہم پاکستان کے سپاہی ہیں اور پاکستان کی حفاظت کے لیے ہر وقت کھڑے ہیں۔ thank you بڑا اچھا آپ نے کیا۔ جی احمد نواز صاحب۔

(اس مرحلہ پر جناب عبدالقدیر نائل، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

**جناب چیئرمین:** جی احمد نواز صاحب۔

**حاجی احمد نواز بلوچ:** شکریہ جناب چیئرمین۔ بالکل جس طرح اسپیکر صاحب نے آج اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ ظاہر ہے جب ہم day one سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے حقوق میں مداخلت ہو رہی ہے ہمارے علاقوں میں مداخلت ہو رہی ہے۔ آج اس کی تصدیق ہمارے اسپیکر صاحب نے بھی چیئرمین پر بیٹھ کر یہاں پورے بلوچستان اور پوری میڈیا کے سامنے اس ایوان میں اپنے خدشات کا اظہار کیا۔ ظاہر ہے ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس بلوچستان کے لیے کہہ رہے ہیں اپنی عوام کے لیے کہہ رہے ہیں۔ اپنے اس صوبے کی ترقی کے لیے کہہ رہے ہیں۔ جو خدشات ہمارے تھے day one سے آج جناب اسپیکر صاحب نے اپنا رونارو کے سارے صوبے میں یا اس فلور پر اپنا جو اظہار کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ جناب چیئرمین جیسے اسپیکر صاحب نے کہا کہ آپ

لوگوں کو تیسرا سال مبارک ہو۔ مبارک ان کو ہو جو وہاں چیئر زر پر بیٹھے ہیں آج بھی وہ چیئر زن جن کے منتظر ہیں کہ وہ کب آکے ہمارے اور پڑھیں گے اور عوام کی تقدیر یہ چیئر زد لیں گی۔ تو ان چیئر ز کے لیے تو جناب اپنیکر! میں دعا تو نہیں کروں گا کیوں کہ دعا ان کے لیے کیا جاتا ہے کہ جن سے کسی کوتراقی ہو، یا جن سے اس صوبے کو فائدہ ہو، اس صوبے کے عوام کو فائدہ ہو۔ اس کی لگیاں، اسکے بزرگ، اس کے جو کسان ہیں وہ خوش ہوں۔ ہم ابھی تک اس اکیسوی صدی میں جناب چیئر مین بھلی کے لیے ترس رہے ہیں۔ ہمارے صوبے میں جو بھلی کی حالت ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس صوبے کی بدختی ہے کہ یہاں جتنے ذخائر ہیں، جتنے معدنیات ہیں ان کے بد لے جو ہمیں بھل رہی ہے وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کی مد میں جو نصیر آباد گرین بیلٹ ہے اُس میں پانی کا کیا حال ہے۔ اُس میں سارے ہمارے گرین بیلٹ کے جو کسان تھے، جو چھوٹے کسان تھے وہ بیچاروں کے جو seeds تھے جو انہوں نے گندم اور چاول کی فصل جو انہوں نے اُگائی تھی وہ سب جل کر راکھ ہو گئی۔ جناب چیئر مین! یہ ایک کتابچہ ہماری ٹیبلوں پر بیل کیا گیا ہے۔ اس کتابچہ میں ہم نے بھی کئی مرضیوں کے، کئی ایسے نادر لوگوں کے forms ہم نے بھی submit کیے ہیں۔ آج تک ہمیں پتہ نہیں کہ وہ کس روی کے ٹوکری میں گئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ غلط چیز ہے اگر صحیح چیز ہے تو وہ پھر میرٹ پر ہو۔ یہ نہیں کہ ابھی میں کیا کہوں اس فلور پر جناب چیئر مین۔ جناب چیئر مین جیسے میرے دوست تو جذباتی تقریر کر کے چلے گئے اگست کا مہینہ آتا ہے تو سریاب کے لوگ جو خصوصاً کلی قبرانی ہے جناب چیئر مین۔ کلی قبرانی کے لوگ اگست کے مہینے میں اللہ اللہ کرتے ہیں کہ یہ جلدی گزر جائے۔ دھماکے جدھر بھی ہوتے ہیں ہمیں دکھ ہے ہم مذمت کرتے ہیں۔ مگر ہمارے لوگوں کو ہماری خواتین کی چادر اور چارڈیوری کو پاماں کیا جاتا ہے۔ آپ کلی قبرانی میں یہ تین دنوں سے دیکھیں کہ ہمارے لوگ کس حال میں ہیں۔ جناب چیئر مین ٹھیک ہے ظاہر ہے کہ آپ دوسرے کے گھروں میں اگر جھانکیں گے تو دوسرا آپ کے گھر میں بھی جھانکے گا۔ مگر ہمارا یہ تیسرا سال ہے اس اسمبلی میں یہی speech دیکھیں کہ اس اگست کے مہینے میں میں روتا ہوں کہ ہمارے لوگوں کو وہی پھر حسینہ قبرانی نکل گی missing ہو گے۔ کل رات تین چار رات سے آپ دیکھیں سریاب کے مختلف علاقوں پھر ان کے کچھ بھائی میں چھاپے پڑ رہے ہیں۔ کیوں دھماکے صرف ہمارے سریاب والے کر رہے ہیں؟ آپ ڈھونڈیں آپ اپنی صفوں میں ڈھونڈیں اپنے اندر ڈھونڈیں ان کو جو یہ سریناچوک پر ہوتا ہے اتنے آپ کے high profile کیمرے لگے ہوئے ہیں آپ کیا کر رہے ہیں خواب خرگوش میں آپ لوگ سورہ ہے ہو؟ آپ کی سیکورٹی الرٹ ہے ہمارے غربیوں کو ایک چاقو آپ رکھنے نہیں دیتے ہو پھر یہاں آکر سرینا میں دھماکہ ہوتا ہے سریناچوک پر

دھماکہ ہوتا ہے۔ یہ پھر security laps ہے اور کیا ہے جناب چیئرمین۔ پھر ہمارے لوگ ہیں پھرو، ہی میری بہن حسیہ قمرانی جیسی کوئی اور بہن نظر گی۔ ہمارے مولوی صاحب جو اس علاقے کا شریف آباد کا ہے پرسوں رات اُس کے گھر کو ایسے تہس نہس کیا گیا ہے کہ وہ کوئی بڑا ہشتنگر د ہے۔ وہ بیچارہ پہلے سے اُس کے باپ کو شہید کیا گیا ہے۔ اُس کے باپ مولانا عبدالکبیر قمرانی صاحب کو خود شہید کیا گیا وہ ایک شہید کا بیٹا ہے۔ آپ دیکھیں کہ کل پرسوں رات اُس کے گھر کو ایسا کیا کیا کون سادہ ہشتنگر د ملا آپ کو۔ صرف خواتین کی چادر اور چار دیواری کی پامالی کی گئی ہے جناب چیئرمین۔ تین سالوں سے میں ایک اسکول ڈال رہا ہوں کلی قمرانی روڈ پر جام صاحب اُسے نکال رہا ہے کیوں میں سینما نگ رہا ہوں۔ میں اپنے بچوں کے لیے وہ اسکول مانگ رہا ہوں۔ اس PSDP میں جیسا ہمارے اسیکر صاحب نے کہا یہ چیئرمین ہیں میں اس کو ہاتھ نہیں لگا رہا ہوں کہ مجھے کرنٹ پکڑے گا۔ یہ مائیک بالکل ٹھیک تھا تو رات یہ کیوں change ہوا جناب چیئرمین۔ دوسال سے میرا مائیک ٹھیک تھا بھی دیکھو اس کا کچھ بھی ٹھیک نہیں میں ہاتھ نہیں لگا رہا ہوں اس کو۔ تو معزز ارکان نے جو اسمبلی کو مائیک گفت کیا ہے جناب چیئرمین یہ تاریخ میں لکھا جائے گا۔ کہ اس دور میں ایک معزز رکن اسمبلی نے اپنی جیب کے خرچے سے اسمبلی کو ایک مائیک گفت کیا۔ تاکہ آپ بھی اُس کو استعمال کریں، استعمال میں تو لا کیں وہ ابھی آپ کی property ہے اُس کو استعمال میں لا کیں۔ جناب چیئرمین ہمیں ان تین سالوں میں پانی تک نہیں ملا ہے گیس نہیں ہے، ہمیں بجلی نہیں ہے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ پھر بھی ہم اسی طرح جی رہے ہیں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں آباد اور شادر ہیں۔ بہت مہربانی۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ وقفہ سوالات۔

**جناب چیئرمین:** جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 133 دریافت فرمائیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** Question No 133

**جناب چیئرمین:** جی خلیل جارج صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** منستر کدھر ہے۔

**جناب چیئرمین:** تیاری کر کے آئے ہیں منستر کی behalf پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جی یہ لوکل گورنمنٹ کے پارلیمانی سیکریٹری بھی نہیں ہیں۔

**جناب چیئرمین:** سوالات کے جوابات ہیں وہ تیاری کر کے آئے ہیں۔ تو منستر کے behalf پر آئے ہیں۔

جی خلیل صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جب منظر آجائے تو پھر ہمیں دے دیں۔

جناب چیئرمین: منظر کے behalf پر آئے ہیں نہ اور سوالات کے جوابات بھی موصول ہو گئے ہیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب چیئرمین صاحب! نیشنل اسمبلی میں بھی یہی practice ہے کہ اگر کوئی منظر نہیں آتا یا کسی کو وہ responsibility دیتا ہے تو وہ اُس کو پورا کرتا ہے۔ آج یہ دوسری دفعہ ہے کہ یہ ان لوگوں نے کہا کہ نہیں جی ہمیں منظر چاہیے۔

جناب چیئرمین: آپ کمل تیاری کے ساتھ آئے ہیں؟۔

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ نہیں ہو۔

جناب چیئرمین: جواب مل گیا آپ کو۔ جواب دے گا۔ جی بتائیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: نہیں اس کو پھر off dispose کر لیں گے۔ جواب موصول ہو چکا ہے پھر اس کو ختم کر لیتے ہیں۔ جواب موصول ہو چکا ہے، پھر اس کو ختم کر لیتے ہیں، defer نہیں کریں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں مسٹر چیئرمین! ایسا ہے کہ وزیر صاحب اگر نہیں ہیں تو اُس کا لوکل گورنمنٹ کا پارلیمانی سیکرٹری صاحب پھر جواب دینے کے پابند ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جب منظر ہوں گے تو پارلیمانی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کی بنتی نہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: دیکھیں کہ ابھی منظر صاحب نہیں ہیں۔ میرے فاضل دوست صاحب پارلیمانی سیکرٹری ہیں minorities کے۔ وہ ان کا لوکل گورنمنٹ سے کیا تعلق ہے۔ ان کا کوئی تعلق نہیں بن رہا ہے۔ وہ اتنی بڑی بڑی تصاویر شہر میں آوزی اس کی گئی تھیں۔ ہم اُس کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کل انہوں نے day منایا۔ minorities کا تھا اُس نے کل day منایا۔ ہم اُس کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ لیکن اپنی minorities کی حد تک رہے۔

جناب چیئرمین: جوابات آگئے ہیں اس کو off disposed کرتے ہیں۔ نصراللہ صاحب وہ تیاری کر کے آئے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: اس کو thank you defer کر دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں اس کو off disposed کر لیں گے۔ جوابات آپ کو موصول ہو چکے ہیں۔ یہ تیاری کر کے آئے ہیں۔

- جناب نصراللہ خان زیرے:** نہیں جناب چیئر مین! ہمارے ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔
- جناب چیئر مین:** وہ جواب کے لیے حاضر ہے۔
- جناب نصراللہ خان زیرے:** نہیں اس کو پتہ نہیں ہے۔ نہیں نہیں اس میں ہمارے ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ ان میں یہ صاحب پھنس جائیں گے۔ پھر یہ اس کو پتہ نہیں ہے۔
- جناب خلیل جارج بھٹو:** نہیں کوئی پتہ نہیں میں جناب اسپیکر! میں تیاری کر کے آیا ہوں۔
- جناب چیئر مین:** آپ پوچھیں اپنا ضمنی سوال؟
- جناب خلیل جارج بھٹو:** میں کوئی پھنس جاؤں گا اس نے پچھلے پانچ سال بھی یہی کیا ہے۔ آپ سوال کریں defer نہ کریں سوال کریں ہم جواب دینے۔
- جناب خلیل جارج بھٹو:** defer نہیں کریں سوال کریں ہم جواب دینے۔
- جناب چیئر مین:** لوکل گورنمنٹ کے تمام سوالات defer کئے جاتے ہیں۔
- جناب خلیل جارج بھٹو:** ویسے چیئر مین صاحب! bulldoze کرتے ہیں یہ ہر چیز کو یہ اچھی بات نہیں ہے۔
- جناب چیئر مین:** توجہ دلا و نوٹس۔
- جناب چیئر مین:** جناب شاء اللہ بلوج صاحب آپ اپنی توجہ دلا و نوٹس متعلق سوال دریافت فرمائیں۔
- جناب شاء اللہ بلوج:** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب والا! میں اپنا توجہ دلا و نوٹس پیش کرتا ہوں۔ میں وزیر برائے مکملہ تو انائی کی توجہ ایک مسئلہ کی جانب مبذول کروتا ہوں کہ بلوچستان میں بھلی کے نظام اور سپلائی میں خرابی اور ناقص انتظام کے باعث اس گرمی میں عوام اذیت اور کرب کی صورتحال سے دوچار ہیں۔ کیا حکومت نے اس مسئلے کے حل کیلئے کوئی جامع منصوبہ بندی کی ہے؟ اور بالخصوص مکران اور رخشن ڈویژن میں بھلی کے مسائل کے حل کیلئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟ تفصیل فراہم کی جائیں۔
- جناب شاء اللہ بلوج:** اُسی وقت میں جب سوال کرتا تو وہ مجھے جواب دے دیتے یا وزیر صاحب آتے اور جواب دے دیتے۔
- جناب چیئر مین:** وہ نہیں ہیں، ابھی سی ایم صاحب خود منسٹر ہیں۔ میں نہیں ہیں، وہ ابھی QDA کا چیئر مین ہے۔ جی۔
- جناب شاء اللہ بلوج:** جناب چیئر مین! اس وقت یہ عوام گواہ رہے۔ کہ اس اسمبلی کا جب اجلاس ہوتا ہے اس

پر بہت زیادہ مالی حوالے سے اخراجات آتے ہیں۔ ارکین اسمبلی ڈور دراز اپنے حقوق علاقوں کو چھوڑ کر اس اجلاس کو attend کرنے آتے ہیں۔ بلوچستان کے عوام کی نظر میں اس اسمبلی کے اجلاس کی طرف مبذول ہوتی ہیں۔ کہ ان کے مسائل و مشکلات کے حوالے سے سنجیدہ بحث ہو گا ان کا کوئی جامع حل نکل آئے گا۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں جناب والا! یہاں پر اس اسمبلی میں جن وزراء کو اپیشل الاؤنسز ملتے ہیں تھوڑا ہیں ملتی ہیں۔ ان کو جناب والا! اس لئے وزارتیں دی جاتی ہیں مشاورت دی جاتی ہے پارلیمانی سیکرٹری کی پوزیشن دی جاتی ہے۔ کہ وہ بلوچستان کے دقيق معاملات کو سمجھ کر ان کے حل کے لئے cabinet میں، بحث میں، policy making اداروں میں پیٹھ کر فیصلے کریں۔ یہی غیر سنجیدگی جو یہاں پر ہے یہی غیر سنجیدگی بلوچستان اسمبلی سے باہر بھی ہے۔ اور اس غیر سنجیدگی کے باعث مکران میں عید کے دن گوادر میں، پنجکور میں، خاران میں، نوشکی میں، واشک میں، ان تمام علاقوں میں جناب والا! عید کے دن عورتیں اور بچے باہر نکلے ہوئے تھے۔ بلوچستان کو جو بھلی کا حصہ ہے بلوچستان کو وہ قانونی طور پر آئینی طور پر دیا نہیں جا رہا۔ گوہم اس سے پہلے ہماری گیس بھلی کی پیداوار میں استعمال ہوتی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آپ کا جواب دینے کیلئے کوئی موجود نہیں ہے۔

**جناب شناۃ اللہ بلوچ:** سر! میری بات آپ ہی جواب دیں بعد میں میرا ناں۔ کیونکہ آپ ہی جواب دیں ہیں۔ میری بات تو سنیں۔

**جناب چیئرمین:** نہیں آپ نے سوال دریافت کیا۔ بھی کوئی جواب دیدیں۔

**جناب شناۃ اللہ بلوچ:** نہیں یہ سوال نہیں ہے۔ یہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔

**جناب چیئرمین:** توجہ دلائی ہے آپ نے۔ توجہ دلاؤ نوٹس کی بابت جواب۔

**جناب شناۃ اللہ بلوچ:** آپ میری بات تو سنیں چیئرمین صاحب! ایسا نہ کریں۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے میں سنجیدہ بات کر رہا ہوں۔ آپ کہہ رہے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** نہیں نہیں طریقہ کار یہی ہے کہ آپ نے توجہ دلاؤ نوٹس پر سوال دریافت کیا ہے۔ یہاں پر کوئی موجود نہیں ہے۔

**جناب شناۃ اللہ بلوچ:** طریقہ کار یہ ہے کہ آپ سرزنش کریں۔ آپ کسی وزیر کی سرزنش کریں کہ آجائے۔ کون ہے پارلیمانی سیکرٹری کون ہے وزیر اس محکمے کا۔ اگر نہیں ہے تو مجھے بات کرنے دیں۔ آپ مجھے سننے دیں بلوچستان کی عوام عید کے دن عورتیں بچ بوڑھے مکران میں جو ہیں آگ برپا ہے قیامت خیز گرمی ہے۔ وہاں پر

لوگوں کے بچے اسکول نہیں جاسکتے، hospitals میں آپریشن کی سہولیت نہیں ہے OPDs نہیں ہیں۔  
جناب چیئرمین: نہیں نہیں اس میں جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ rules of procedure کے مطابق چلیں۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** rules of procedure چھوڑیں آپ آئیں پر عملدرآمد کریں۔

جناب چیئرمین: نہیں کیسے چھوڑیں اس پر آپ ہی کہہ رہے تھے کہ آپ نے اس کی پابندی کرنی ہے میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ نہیں نہیں آپ اس کے مطابق چلیں نا۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** آپ میری بات سنیں۔ دیکھیں آپ سائنس لے رہے ہیں آپس سائنس لینا بند کریں۔ آپ مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں آپ اس کے مطابق چلے نا!

**جناب شناع اللہ بلوچ:** میں بلوچستان کی صورتحال آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں

جناب چیئرمین: آپ نے توجہ دلا و نوٹس پرسوال دریافت کیا کوئی جواب دینے کے لئے نہیں ہے۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** یہ سوال نہیں ہے جناب والا! توجہ دلا و نوٹس ایک بلوچستان کا آدھا بلوچستان اور وہ بلوچستان جس کے سمندر کی وجہ سے جس کے وسائل کی وجہ سے پاکستان کی اہمیت قائم ہے۔

جناب چیئرمین: حکومتی ارکین میں سے کوئی ہے جو جواب دے توجہ دلا و نوٹس کا۔ کوئی ہے؟

**جناب شناع اللہ بلوچ:** چیئرمین صاحب! آپ میری بات سنیں آپ کو سمجھ آئے گی۔ اس وقت پاکستان میں 7 ہزار میگاوات بجلی جو ہے surplus ہے۔ اس وقت بلوچستان میں یہ صورتحال ہے 62 فیصد شہریوں کے پاس بجلی نہیں ہے۔ بلوچستان کے تمام شہروں میں دوسرے تین گھنٹے بجلی دستیاب نہیں ہے۔ ہم خود گئے ہیں ارکین اسمبلی میرے ساتھ تھے۔ میرے حلقوں میں گئے ہیں، نوٹکی میں گئے ہیں، خاران میں گئے ہیں، والبندین میں گئے ہیں سنیں سرواشک گئے ہیں۔ ہم ذمہ دار ارکین اسمبلی۔ جناب والا! وہاں پر جانوروں کی سی زندگی ہے لوگوں کی۔ ہم نے اُسی وقت یہ بات کی تھی یہ PSDP کے انرجی سیکٹر ہیں۔ اس وقت 1 سو 70 ارب روپے کی جب STDC sindh improvement کریں، سندھ PSDP بنتی ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ سندھ transmission company ہے۔ خیر پختو نخواہ نے جو ہے اور dispatch transmission کی کمپنی بنادی۔ تاکہ اس لئے جو بجلی surplus ہے پاکستان میں سی بیک سے وہ اپنے شہریوں تک پہنچ سکے۔ آپ اپنے شہریوں کو مساوی بھوک کے پیاس کے محرومی کے

اندھروں کے مایوسی کے پیاس کے اور خود کشیوں کے اور دے کیا رہے ہیں۔ یہ بہت سمجھیدہ ایک توجہ دلاؤ نوٹس لایا ہوں۔ کہ جو پاکستان میں surplus ہے، وہ کیوں بلوچستان کو نہیں ملتی؟۔ 2 ہزار کلومیٹر transmission lines سی پیک کی مدیں ڈالے گئے تھے۔ جناب والا! یہ دونوں ایک ایک ہزار دو ہزار کلومیٹر کی NTDC national transmission lines جو ہمارا dispatch کی کمپنی ہے۔ وہ کراچی میں جو بجلی پیدا ہوتی ہے اُس کو پنجاب لے جائے گا۔ جو پنجاب سے بجلی پیدا ہوتی ہے اُس کو سندھ لائے گا۔ ہم یہاں اچھوت ہیں کیا بلوچستان کوئی اچھوت صوبہ ہے؟۔ آپ شودر اور برہمن بنے ہوئے ہیں ہمیں بجلی نہیں دیتے۔ یہ ہماری گپس ہے آپ بڑے بڑے پائپ لائن بچھا کے سیکورٹی کے حصار میں آپ لے جاتے ہیں، کوئلہ ہے سیکورٹی کے حصار میں لے جاتے ہیں۔ کسی دن یہ محبت دکھائیں بلوچستان والوں کو 14 اگست ہے پرسوں۔ کہ ابھی یہ محبت دکھائیں کہ سیکورٹی کے حصار میں بجلی لائیں بلوچستان کے محروم لوگوں کو دیں۔ اندھیرے میں رہنے والے لوگوں کو دیں۔ روشنی لے جائیں اُن گданوں میں پھر بلوچستان میں امن آئے گا۔ بلوچستان کو ایک تو آپ نے یہ ہے ڈیڑھارب روپے صرف ڈالیں گئے ہیں انرجی سیکٹر میں اس PSDP میں یہ جو آپ کا 2021 اور 2022 کا base policy ہے۔ ہم جب ان کو کہہ رہے ہیں تھے کہ بیٹھ کے ہمارے ساتھ سمجھیدہ بات کریں۔ آپ نے بلوچستان کے اندر مساوائے ایک ضلع میں ایک ارب روپے کے جو ہے انہوں نے بجلی کی اسکیمات ڈالی ہیں۔ باقی بلوچستان کے 32 اضلاع میں ایک روپے کی بھی اسکیم نہیں ڈالی ہے۔ یہ کیسا بلوچستان ہے جس کو آپ چلانا چاہتے ہیں۔ ہم نے کہا تھا کم از کم 20 سے 25 کروڑ 30 کروڑ روپے ہر ضلع میں دیں بجلی کی نظام کی بہتری کیلئے۔ کیساکو والوں کے ساتھ بیٹھیں ایک 15 base policy میں۔ اس کو PSDP میں 20 ارب روپے inject کریں۔ تاکہ بلوچستان کے لوگوں کو بجلی مل سکے۔ گواہر کے ماوں بہنوں نے کوئی جرم کیا ہوا ہے۔ آپ اُن کے بچوں پر ساری رات چھاپے مارتے ہیں اُن کو گھروں سے نکلتے ہیں۔ دن کو اُن کی ماوں بہنوں کو مجبور کرتے ہیں، وہ جا کے پہاڑوں سے لکڑیاں چلنے۔ دوپھر کو جا کے کنوئیں سے پانی نکالیں، شام کو آئیں، لکڑیاں جلائیں۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو آئیں دھوئیں کی وجہ سے۔ یہ بلوچستان کو آپ نے زندگی دی ہے، اُس کے بعد کہتے ہیں بلوچستان میں خوشحالی آئے، امن آئے، کیسے آئے گا امن؟۔

**جناب چیئرمین:** وزیر داخلہ صاحب، پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات کوئی جواب دیں گے آپ یا اس کو آگے لے جاؤ؟۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** دے دیں کون جواب دے گا۔ دے دیں کوئی ہے جواب دینے والا۔

**جناب چیئرمین:** متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری اور فنڈر موجود نہیں ہیں۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** اور آپ نہیں جناب چیئرمین! آپ رولنگ دیں۔ رولنگ دیں۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے:** تمام acting کے لیے بھردیں۔ پھر وہ جو ہے دوسرے ارکان کو آپ بات کرنے کا موقع دیں۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** جناب والا! acting تو چاکلیٹ میں ہوتا ہے۔ تو 13 لاکھ کے کیل میں ہوتا ہے۔ تو دو سے چار ارب روپے PDMA کے steam میں ہوتا ہے۔ ہم کرتے ہیں acting ابھی تین سے چھار بروپے بلوچستان میں لوگوں کو پہنچانے کا پانی نہیں ہے۔ آپ تمام جناب والا! اس وقت ہم خاموش رہتے ہیں۔ اس کا مطلب نہیں ہے کہ ہمیں بلوچستان کی حکومت کے کرپشن کا نہیں ہے علم۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے:** یہ غلط بیانی سے یہ بات کرتے ہیں اسمبلی کے وقار کو یہ جو ہے ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** آپ نے تصویریں نہیں دیکھی ہیں۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے:** جو چاہے بول دیا۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** میں اپنے علاقے میں جاتا ہوں ایک ٹرانسفر ہم اپنے علاقے میں نہیں دے سکتے۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے:** نہ سر ہے نہ پاؤں ہے۔ جدول نے چاہا بول دیا۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** بھل کی ایک لائن بھی نہیں ہے۔ وہ آپ لوگ احتجاج پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ بیٹھا ہے میر حمل کلمتی: یہ بھل اٹھے گا آپ کو گواہ کی صورتحال بتائے گا۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے:** ایک تقریر کے ذریعے آپ گمراہ نہیں کر سکتے بلوچستان کے لوگ باشمور ہیں۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** بلوچستان کے لوگ باشمور ہیں کنوئیں سے پانی نکالنے ہیں۔ (مداخلت۔شور)

**جناب چیئرمین:** بیٹھ جائیں ok Order in the House. ok

صحیح ہے حمل کلمتی صاحب پوچھوں گا۔ جی لالارشید صاحب۔

**پارلیمنٹری سیکرٹری برائے نہیں امور:** جناب چیئرمین صاحب اسمبلی کا طریقہ ایسا ہے کیا چلنے کا؟

**جناب چیئرمین:** نہیں۔

**پارلینمنٹری سکرٹری برائے مذہبی امور:** جب پارلیمانی سکرٹری کھڑے ہو کر جواب دینے کے لئے تو ہم اس کو نہیں مانتے ہیں۔ جب دوبارہ سوال کرتے ہیں کہ پارلیمانی سکرٹری جواب دے۔  
**میر حمل کلمتی:** پارلیمانی سکرٹری کیا جواب دیں گے لکڑیوں کا۔

**جناب چیئرمین:** جناب نصراللہ بلوچ صاحب کا توجہ دلا و نوٹس کو منتادیا جاتا ہے اُن کا مو قف سامنے آگیا۔  
**جناب چیئرمین:** جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنی توجہ دلا و نوٹس کے متعلق سوال دریافت فرمائیں آپ۔

**میر حمل کلمتی:** پارلیمانی سکرٹری کہاں ہے از جی کا وہ آکے جواب دیں؟۔  
**جناب چیئرمین:** نہیں ہے وہ متعلقہ منسٹرنیں آیا۔

**میر حمل کلمتی:** ہم نے الیت کے بارے میں سوال کیا ہے کہ آپ جواب دیں گے۔  
**جناب چیئرمین:** جی نصراللہ زیرے صاحب۔ order in the House.

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب چیئرمین اس کو بٹھا دیں اپنا یہ پارلیمانی سکرٹری صاحب کو بٹھا دیں یہاں ہر مرض کی دو انہیں ہے۔

**پارلینمنٹری سکرٹری برائے مذہبی امور:** ہر سوال کا جواب ہم دے سکتے ہیں کیوں نہیں دے سکتے؟  
**جناب چیئرمین:** بیٹھ جائیں۔

**پارلینمنٹری سکرٹری برائے مذہبی امور:** ہم اس ہاؤس کے نمبر ہیں۔

**جناب چیئرمین:** جی نصراللہ زیرے صاحب! یہ سارے بیٹھے ہوئے جواب دینے کے لیے۔ بیٹھ جائیں اب سارے لوگ بیٹھ جائیں۔ نصراللہ زیرے! order in the house please۔ جی نصراللہ زیرے صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** چیئرمین دیکھئے ایک۔

**جناب چیئرمین:** جی نصراللہ زیرے! شاء بھائی رولنگ یہ ہے کہ جب بھی کوئی توجہ دلا و نوٹس آتا ہے تو متعلقہ وزیر کو پارلیمانی سکرٹری کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے، ارکان کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہیے یہ میری رولنگ ہے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب چیئرمین! آپ واضح رولنگ دے دیں یہ ہاؤس ہے اس پر ہر اجلاس میں لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ ہماری عوام کے خزانے سے خرچ ہوتے ہیں آپ جو ہے یہاں پر کوئی توجہ

نہیں دے رہے ہیں۔ ہم جو ہیں سوالات کر کے ۔۔۔

جناب چیرمین: cabinet کی میئنگ ہے اس وجہ سے وزراء نہیں آ سکتے آج۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ہم توجہ دلا و نوٹس لاتے ہیں، کوئی جواب دینے والا نہیں ہوتا ہے یہ کیا طریقہ ہے؟۔ جب آپ حکومت نہیں کر سکتے ہو resign کر دو گھر جاؤ۔

وزیر داخلہ: cabinet کی میئنگ کی وجہ سے وہاں بلوچستان کے اہم مسئلے سے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: وہاں کیا مسئلے آپ نے discuss کیے۔

جناب چیرمین: آپ کے سوال کا جواب مل گیا سوال دریافت کر لیں توجہ دلا و نوٹس۔ آپ سوال دریافت کر لیں۔ آپ کا توجہ دلا و نوٹس نہ نہادیا۔ آپ کا point سامنے آ گیا۔

جناب ثناء اللہ بلوج: سر! میں conclude کر رہا ہوں۔ دیکھیں! آپ خوش قسمت ہیں، جن فیڈرر ز پر آپ رہتے ہیں بلوچستان میں چار چھوٹے فیڈر رز ہیں جو دو، چار فیڈر رز بلوچستان میں ہیں اُن خوش قسمت فیڈر رز ہیں آپ وہیں پر رہتے ہیں۔ جہاں پر 24 گھنٹے بھلی ہے۔ وجوہات کیا ہیں ہم یہ نہیں بتائیں گے۔ دیکھیں بلوچستان میں یہ آئین کہتا ہے آئین کے بنیادی اصول ہیں بنیادی حقوق کا باب ہے، ہم نے کوئی غلط بات نہیں کی چلا جات لے کر کے دھیمے لجھے میں ان کو سمجھانا چاہ رہے ہیں دوبارہ کہ آپ ایک اجلاس بلا کیں پاکستان میں 8000، 9000 ہزار میگاوات بھلی سرپلس ہے۔ ہم جب اُن کے ساتھ بات کہتے ہیں۔ کہتا ہے آپ کی صوبائی حکومت جو ہے بھلی لینا نہیں چاہتی۔ اچھا! اب صوبائی حکومت کیسے بھلی لے گی اٹھارویں ترمیم کے بعد یہ سارا جب ہوا ڈیسکو جو بنے پیسکو جو بنے، یہ پرانیویٹ جتنی الیکٹرک سپلائی کار پوریش بنی بلوچستان میں صرف ایک ہے جس کو کہتے ہیں کیسکو۔ آپ کیسکو کے ساتھ پورے تین سالوں میں ایک انہوں نے دو گھنٹے کی بھی میئنگ نہیں کی کہ بلوچستان کی انرجی کا یا electricity crisis کیا ہیں۔ آپ QESCO والوں کے ساتھ چار سے چھ گھنٹے کی میئنگ یہاں کروادیں۔ وہ آپ کو بلوچستان کی بھلی کی بیماری بتا دیں گے۔ جناب والا اگر آپ اُن سے بھلی بلوچستان کے لئے دو سے چار ہزار یعنی ایک ہزار میگاوات۔ سر! میں ایک چھوٹا سا صرف ریکارڈ کے لیے بہت اچھا آپ تو لکھے بڑھے لوگ ہیں۔ یہ انرجی پاکستان energy book 2019 page number 96 کا ہے۔ اس کا آزاد جوں و کشمیر جو ہے وہ پیش تحریک کا جو برشور تحریک ہے اُس سے بھی چھوٹا ہے رقبے کے اعتبار سے۔ یہ اُس کے domestic میں آپ کو بتاتا ہوں conception یہ بادشاہ لوگ ہیں یہ بہت بڑے لکھے لوگ ہیں Oxford والے ہیں۔ یہ اُس کو کہیں

## پڑھیں 5.7 -table sectoral electricity

domestic sector and 19 province 2018 consumption by region

پنجاب میں 35 ہزار دوسرا نتالیس گیگا واٹس hours میں یعنی گھر بیو میں میں آ رہا ہوں۔ سندھ میں 11 ہزار 51 گیگا واٹس hours میں جو ہے استعمال ہوتے ہیں۔ خیر پختونخوا میں چھ ہزار بتا لیس گیگا واٹس hours وہ استعمال ہوتے ہیں انرجی کے حوالے سے۔ بلوچستان میں جناب والا صرف 557 گیگا واٹs California potential emerge ہے۔ یہ پاکستان کا مستقبل ہے خوشحال ہے روشن ہو، سالوں سے دیکھ رہے ہیں۔ حکومت اور ریاست اور مملکت کا تعلق، بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ آپ اپنے ساتھ کیسے connect کرتے ہیں۔ میں دس ہزار دفعہ یہ بات کہہ چکا ہوں یہ میں سے لے کر آج تک کہ پاکستان اگر لوگوں کے گھروں میں جانا چاہتا ہے تو وہ بھلی کے تار سے جائے گا۔ پاکستان کی محبت لوگوں کے دلوں میں لے جانی ہے وہ پانی کے پائپ لائن سے جائے گی پاکستان کی محبت کسی کے دل میں لے کے جانی ہے وہ اچھی کشادہ سڑک محفوظ سڑک سے جائے گی۔ پاکستان کی محبت اگر بلوچستان کے لوگوں کے دل اور دماغ میں لے جانی ہے تو جناب والا وہ اچھی تعلیم کے نظام سے کتابوں سے جاگے گا۔ اُستادوں سے جاگے گا۔ آپ نے بلوچستان کی ریاست کا تعلق کیسے جڑنا ہے لوگوں کے ساتھ۔ بندوقوں سے نہیں جڑتا۔ چھاؤںوں سے نہیں جڑتا۔ چیک پوسٹ سے نہیں جڑتا یہ دو چار قسم کے جو ڈیڑھ سوارب کی جعلی schemes سے ریاست مملکت کا تصور اور رشتہ شہریوں سے نہیں جڑتا ہم نے کون سی غلطی کی ان کو سمجھانے کے لیے کہ آپ امن چاہتے ہیں روزانہ بلوچستان میں امن کا فارمولہ بھی ہمارے پاس ہے بلوچستان کے ساتھ جو بے انصافی ہو رہی ہے۔ اُن بے انصافیوں کو ختم کریں ہم جب اپنے حلقوں میں جاتے ہیں آپ شہری حلقوں سے تعلق رکھتے ہیں میں آپ کو حل斐ہ کھوں گا میں نے واپڈا والوں کو ہاتھ جوڑا ہے کہ یہ شریف لوگ میرے مہمان ہیں خاران میں بھلی بندہ کر دینا اتنی گرمی ہے کچھ دستوں کی عادت نہیں ہے وہ باہر نہیں سکتے ہم تو چارپائی لگا کے۔ تو ہم نے ان سے منیں کی ہیں آپ تصور کریں کہ بلوچستان میں صورت حال یہ ہے مجھے لوگ فون کرتے ہیں ڈاکٹر صاحبان بلوچستان کے interior سے کہ ہم ایک آپریشن کر رہے ہیں کہ آپ واپڈا والوں کو کہیں اس اسپتال میں فیڈ ریں دو گھنے کے لیے بھلی اضافی دے دیں۔ مجھے زمیندار فون کرتے ہیں ہمارے بچے پانی کے لیے محتاج ہیں ہماری لاشیں پڑی ہوئی دھونے کے لئے پانی نہیں ہے۔

**جناب چیئرمین:** conclude کریں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** جو بلوچستان میں ازرجی ہے، یہ بلوچستان کی روح ہے۔ تو انہی جو ہے وہ کسی بھی معاشرے کی روح کے مترادف ہے آپ نے پوری PSDP میں صرف ایک سوارب روپے اگر آپ کہتے ہیں اس کی کاپی میں دے دوں گا ڈسٹرکٹ کا نام نہیں لوں گا آپ خود سمجھ جائیں کون سا ڈسٹرکٹ ہے، سوا ارب روپے کی اسکیمیں صرف ایک ڈسٹرکٹ میں بھلی کی رکھ دیں۔

**جناب چیئرمین:** جی وہ معلوم ہے مجھے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** ہم یہ جو سارے لوگ بیٹھے ہیں بشمول ان کے وہ مکران کے نمائندے بیٹھے ہیں۔ میں تو حیران ہوں کہ مکران سے ساری دولت می جائے گی ڈیرہ بھٹی سے لے جائے گئی کوہلو سے بھی لے جائی جا رہی ہے چاغی سے بھی لے جائی جا رہی ہے۔ جب بلوچستان کے وسائل کی بات ہوتی ہے تو سینہ بلوچستان کا ہمارا سب سے بڑا ہے اور جب بلوچستان کو دینے کی بات آتی ہے کہتے ہیں آپ bill نہیں دیتے۔ آپ کے پاس جو ہے آپ کی صوبائی حکومت۔ اور میں غلطی سمجھتا ہوں اور اگر بلوچستان پسمندگی کا شکار ہے تین سالوں میں بلوچستان کے لوگوں کو جس طرح ڈربراس حکومت نے کیا ہے خداوندبارک و تعالیٰ میری دعا بھی ایسی حکومت نہیں آئے۔

**جناب چیئرمین:** بہت شکر یہ نابلوچ صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** کہ لوگوں کو جان بوجھ کر ریوڈیوں کی دوکان بنانے کر، PSDP جس طرح بنائی گئی، آپ کیسے بلوچستان کے عوام کو روشنی دیں گے؟۔ تو میں جناب چیئرمین آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایک رونگ دیں حکومت بلوچستان ازرجی کی بک 2019ء میرے پاس اس کا کوئی بیس سالہ ریکارڈ میری لاہوری میں پڑا ہے۔ ان کے پاس نہیں ہوگا ازرجی ڈیپارٹمنٹ کے پاس نہیں میرے پاس بھجوادیں ان کو میں ان کو بلوچستان کی بھلی کے حوالے سے جو استعمال ہمارے ساتھ ہو رہا ہے زمینداروں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ گھریلو صارفین کے ساتھ ہو رہا ہے صنعتکاروں کے ساتھ ہو رہا ہے ان کو ہم بھی دکھادیں گے بیٹھ کے ایک جامع منصوبہ بنائیں کریڈٹ بھی آپ لے لیں گریڈ بھی آپ لے لیں ٹرانسفارمرز بھی آپ لگائیں۔ ہر ضلع کو تیس سے چالیس کروڑ اسی بجٹ میں ریوانہ کریں (d) 170 کے تحت جو ہم نے یہاں پر پیش کیا تھا ہوں کمیٹی کا، وہ اسی لئے کیا تھا۔ آپ کے وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے چیخ کیا تھا بجٹ بنائیں۔ وہ (d) 170 ہم نے اسی لئے پیش کیا جب آپ کمیٹی آف ہوں بنائیں گے ہم اپنا بجٹ لا کے آپ کو دکھائیں گے کہ بلوچستان کی خوشحالی کا کیسا پروگرام

ہمارے پاس ہے۔ یہ اس طرح کی جعلی پیالیں ڈی پی سے بلوجستان کو موت کے کنویں میں دھکیل رہے ہیں آپ، تو انہیں میں دھکیل رہے ہیں۔ جناب چیئرمین آپ رولنگ دیس کہ بلوجستان میں بالخصوص یہ جو میں نے رختان ڈویژن، مکران ڈویژن کا ذکر کیا، بھلی کے بھرمان سے نہنے کیلئے خصوصی اقدامات کئے جائیں خصوصی فنڈ زفراہم کیتے جائیں اور کیسکو اور ایران کی حکومت کیسا تھا اس سلسلے میں فوری طور پر رابطہ کیا جائے۔ یہ رولنگ تو آپ دے سکتے ہیں۔ منظر نہیں ہیں یہاں پر۔

**جناب چیئرمین:** اچھا بڑی شری نیچپوں کے منظر نہیں ہیں۔ اس پر تو کمیٹی بھی بنائی تھی ہم نے۔ جو وفاق لے جانا تھا۔ overall لیکن اس میں کیسکو کی جووضاحت آئی ہے۔ آپ سن لیں۔ کیسکو کی جووضاحت آئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ایران کی طرف سے بھلی کی جو ترسیل ہے وہ کم کر دی گئی ہے۔ اس حوالے سے جو حکومت ہے وہ رابطہ کر لے ایرانی حکومت سے کہ جو مکران ڈویژن کو جو بھلی کی ترسیل کم ہوئی ہے وہاں پر ایشو بن گیا ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ میں بتارہا ہوں آپ کو۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے:** یہی باتیں بالکل، کل بیٹھے تھے عارف جان محمد حنی صاحب، کچھ لوگوں کیسا تھا وزیر اعلیٰ صاحب کو اسی سلسلے میں بات کر رہے تھے۔ تو کیسکو حکام سے رابطہ کیا گیا۔ تو انہوں نے یہی وہ کی کہ وہاں سے ہمیں جو ہے بھلی کم مل رہی ہے۔

**جناب چیئرمین:** کم مل رہی ہے۔ تو آپ مزید کوشش کر لیں جو ایشو مکران ڈویژن میں بننا ہے منظر صاحب۔ منظر صاحب آپ جو ہے متعلقہ منظر کو جو ہے بتادیں کہ مکران میں جو ایشو بنا ہوا ہے اس وقت تو انہی کا بھرمان ہے اس کو حل کرنے کی کوشش کر لیں اور جلد کوشش کر لیں۔

**میر حمل کلمتی:** جناب چیئرمین میرے ڈسٹرکٹ میں ایریا ہے ”پیشواں“، اُس کو کہتے ہیں چالیس سے پچاس ہزار وہاں کی آبادی ہیں۔ عید سے ایک ہفتہ پہلے وہاں 36 کھبے گرے ہیں تیز ہوا ہوں کی وجہ سے۔ آج تک وہاں پر بھلی بحال نہیں ہے۔ میں بارہا کیسکو کے سارے، یونسٹر کشن، پینٹنیشن XEN، آپریشن، سب سے میں بارہا کہہ رہا ہوں۔ کہتے ہیں کل ہم کام کریں گے آج مہینے سے زیادہ ہو گیا ہے وہاں بھلی نہیں ہے۔ بھلی کے ہوتے ہوئے کل ہم گئے واشک ڈسٹرکٹ بسمہ سے۔ وہاں سے بسمہ شہر میں دونیڈ رز ہیں، ایک فیڈر رکو 18 گھنٹے بھلی ملتی ہے اور دوسرا کو 6 گھنٹے۔ مطلب بھلی ہوتے ہوئے ہمیں بھلی نہیں دیجارتی ہے۔ تو ہم کہاں جائیں؟ ٹرانسفارمر جلتا ہے دو دو مہینے تک کسی کا ٹرانسفارمر نہیں بناتے کیسکو والے، جب تک ایریا کا ایم پی اے وہ ٹرانسفارمر بھی جا کے خود کھلوائیں اپنے لوگوں کو بولیں۔ گاڑی بھی خود دیں، اُس کو لا کیں بھی۔ جیونی میرا تھصل

ہے وہاں پر دوڑانسفار مر جلوے ہوئے ہیں رو بار اور جیونی شہر کے۔ پچھلے میں دن سے خودا بھی لوگوں سے کھلوائے خود لائے ہیں خود بناتے ہیں ہم پھر جا کر گاتے ہیں۔ پھر ہم کیا کریں اناؤنس کریں بحثیت ایم پی اے سارے، کہ بھائی کوئی بل نہیں دیگایا بھلی کو بھی لے جائیں۔ بلوچستان میں اسوقت چار سے پانچ ہزار میگاوات بھلی پیدا ہوتی ہے لیکن ہماری ضرورت 1500 میگاوات ہے۔ اس کے باوجود بھی ہمیں بھلی نہیں دیجاتی ہے۔ ہم ایران سے بھلی لے رہے ہیں۔ ایران کی پیمنت نہیں کرتے ہیں لوگ پیمنت کرتے ہیں سب سے ستی بھلی ایران سے ہم خرید رہے ہیں، ساڑھے چھ پونے سات روپے میں۔ اور ہم سے میں سے بائیس روپے کیسکو چارچ کرتی ہے۔ اس کے باوجود بھی ہم سارے گوادر ڈسٹرکٹ 80% سے زیادہ بلنگ پیمنت کرتی ہے اس کے باوجود بھی ہمیں بھلی نہیں دی جاتی ہے ایک طرف سے کیسکو کے حکام کہتے ہیں کہ جو سب سے زیادہ بل دیگا اس کو سب سے زیادہ بھلی دیں گے۔ تو سب سے زیادہ تو ہم بل دے رہے ہیں ہمیں چوبیس لگھٹے پھر بھلی دیجائے۔ آپ سے ریکویٹ ہے اسکو اگلے اجلاس کیلئے پیش کریں تاکہ اس پر بحث ہو، یہ بلوچستان کا انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

**جناب چیئرمین:** اس پر قرارداد لاٹیں اس پر بحث کر لیں گے۔ صحیح ہے۔ اب توجہ دلاونوں شاء اللہ بھائی کا تھا۔ اس پر آپ قرارداد لاٹیں۔

**میر حمل کلتی:** تو آپ اس پر رولنگ دیدیں۔

**جناب چیئرمین:** رولنگ میں نے دیدی، بتا دیا یہاں پر یقین دہانی بھی ہو گئی۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین: نصراللہ ذیرے صاحب! آپ اپنی توجہ دلاونوں سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** شکریہ جناب اسپیکر۔ میں وزیر برائے مکملہ تعلیم کو توجہ ای اہم مسئلے کی جانب مبذول کرتا ہوں کہ بلوچستان پلک سروس کمیشن کے ذریعے مکملہ تعلیم سینڈری میں 1447 ایں ٹیز کی پوسٹوں پر تحریری امتحانات منعقد ہوئے جس کا فائلر ریزیٹ 15 دسمبر 2020ء کو آیا تھا۔ لیکن تا حال ان اساتذہ کے باقاعدہ آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں۔ مذکورہ اساتذہ کے آرڈر ز جاری نہ ہونے کی کیا وجہات ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟۔

**جناب چیئرمین:** جی کوئی ہے متعلقہ منسٹر تو نہیں ہے کوئی جواب کسی کے پاس ہے؟۔ ایک منٹ پہلے معلوم کر لیں کہ ہیں کوئی جواب دینے کیلئے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** میں ذرا اس پر کچھ بلوپھریہ جواب دیں۔

**جناب چیئرمین:** اگر نہیں ہے تو پھر آپ بولیں گے جواب کون دے گا پھر؟۔ نصراللہ صاحب

ایک بات میں بتا دوں، اگر آپ بات کر لیں گے تو پھر یہ نہاد یا جائیگا۔ اگر آپ کہیں گے تو ابھی موڑ خر ہو گا یہ پھر، اگر آپ بحث کریں گے پھر اس کے بعد نہاد دیں گے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** دیکھیں جناب چیئرمین! ابھی ہمارے اساتذہ کی سخت کی ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ 5 مئی 2019ء کو candidates نے درخواستیں جمع کیں پہلے سروس کمیشن میں، جولائی 2019ء کو سروس کمیشن نے ٹیسٹ کا انعقاد کیا۔ نومبر 2019ء کو ایس ایس ٹی کے جو اساتذہ ہیں ان کے نتیجہ کا اعلان ہوا۔ دسمبر 2020ء میں پہلے سروس کمیشن نے اپنے last recommendation سیکرٹریٹ حکومت بلوچستان کو بھیج دی ہیں۔ اپریل 2020ء میں پولیس verification بھی مکمل ہوئی اور پھر اس کے بعد 7 جولائی 2021ء کو چیف سیکرٹری نے فائل approval بھی دی ہے۔ اب اس کے باوجود ان اساتذہ کو آرڈر نہیں مل رہے ہیں۔ جب آرڈر نہیں مل رہے ہیں۔ 1447 ٹیچرز اگر سکولوں میں تعینات ہونگے تو اس کی وجہ سے میں آپ کو ذرا ڈیٹا سنادوں جناب اپیکر۔ اس وقت کم از کم ہمارے پاس سینکڑوں اساتذہ کی کمی ہے۔ اور جو روز ہیں۔ 35 اسٹوڈنٹس پر ایک ٹیچر ہونا چاہیے۔ آج کوئی شہر میں 70 اسٹوڈنٹس پر ایک ٹیچر ہے۔ پیشین کے ایسے علاقے ہیں جہاں پر پورے اسکول میں ایک ایس ایس ٹیچر نہیں ہے۔ ایک بچے وی سے پورا ہائی سکول چلا یا جارہا ہے۔ اس طرح قلات میں بھی یہی صورتحال ہے۔ اگر آپ 1447 اساتذہ کے آرڈر زکریں گے۔ سیکرٹری ایجوکیشن کو آپ رولنگ دے دیں کہ وہ فوری طور پر ان کے آرڈر زکر دیں اور آرڈر زکھی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو جو بھی، جس جس ڈسٹرکٹ کے candidates ہیں جو پاس شدہ candidaite ہیں ایس ایس ٹی کے ان کے آرڈر سیکرٹری ایجوکیشن کریں۔ وہ ڈائریکٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے پاس بھیج گا۔ تاکہ وہ further ان کی تعیناتی مختلف اسکولوں میں کرے۔ میں آپ سے رولنگ یہ چاہوں گا جناب چیئرمین کہ آپ چیف سیکرٹری کو یا سیکرٹری ہائی سینکنڈری سکول کو لکھ دیں چھٹی بھیج دیں کہ ان کا جو فائل اپریول ہوا ہے، ان ایس ایس ٹیز کا یہ آرڈر ز جو ہیں ناں ایک، دو دوں میں آپ کر دیں۔ باقی ان کے تمام معاملات مکمل ہوئے ہیں۔ اب دوڑھائی سال سے یہ بچارے انتظار میں ہیں۔ ابھی اگر یہ پہلے تعینات ہوتے تو ابھی یہ بچوں کو پڑھانے جاتے، ہزاروں بچے کم از کم ایک لاکھ بچے ان سے جو ہے ناں استفادہ کرتے۔ بچیاں اس سے استفادہ کرتیں۔ تو میں آپ سے رولنگ چاہوں گا منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں آپ رولنگ دیدیں چیف سیکرٹری صاحب کو کہ ان کے آرڈر ز فوری طور پر کر دیں۔ شکریہ۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ جناب نصراللہ زیرے صاحب۔ جو آپ کے سوالات ہوتے ہیں ان کے جوابات کیلئے متعلقہ منظر نہیں ہوتے ہیں، پارلیمانی سیکرٹریز ہوتے ہیں۔ یہاں پران کو جوابات دینے چاہیے، آپ لوگوں کو مطمئن کرنا چاہیے۔ یہ آپ کے ہر بات پر، ہر سوال پر میں رونگ دے نہیں سکتا۔ بیٹھیں آذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ آذان مغرب)

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب چیئرمین! آپ custodian ہیں ابھی آپ کی حیثیت یہاں اپنے صاحب کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** جی جی بالکل، مجھے معلوم ہے آپ کے points سامنے آگئے نوٹ بھی ہو گئے اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ بھی بن گئے یہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ تک بھی پہنچ جائیں گے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** ہمارے 1447 candidates متاثر ہیں، اگر یہ لوگ ان کے آڑورز جاری ہو جائیں گے، ایک لاکھ پچاس سے استفادہ کریں گے ان کے آڑورز سب کچھ تیار ہیں سیکرٹری صاحب کو آپ رونگ دیدیں چیف سیکرٹری کو کہ ان کے آڑورز کر دیں ایک ہفتے کے اندر اور کوئی بات نہیں ہے یہ تو صحیح بات ہے ناں آپ رونگ دے دیں۔

**جناب چیئرمین:** صحیح ہے صحیح ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ صحیح سے آپ بار بار کہہ رہے ہو رونگ۔ یہی سوالات کے لئے یہاں پر آپ کے لئے متعلقہ منظر کو ہونا چاہیے پارلیمانی سیکرٹریز کو جو آپ کو مطمئن کر سکیں۔ اب وہ نہیں ہیں یہ ہماری بد قسمتی انہیں یہاں پر ہونا چاہیے لیکن، آپ بیٹھ جائیں نصراللہ صاحب میں دیتا ہوں رونگ۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** نہیں نہیں جناب چیئرمین! اگر آپ یہ کہہ دیں کہ حکومت اسمبلی کے بنس میں دلچسپی نہیں لے رہی ہے وزیر اعلیٰ صاحب نہیں لے رہے ہیں ان کے وزراء نہیں لے رہے ہیں۔ یہ رونگ تو آپ دے سکتے ہو یا پھر آپ یہ رونگ دے دیں یا وہ رونگ دے دیں کہ یہ آڑور جاری کر دیں۔

**وزیر داخلہ و قبائلی امور:** یہ آپ ڈیغ کر دیں کابینہ کا اجلاس چل رہا ہے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** ایک کام تو آپ کر لیں ناں آپ کا چیئرمین جو ہے نا۔

**جناب چیئرمین:** میں دیدیتا ہوں، میں دیدیتا ہوں آپ بیٹھ جائیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** آپ یہ دیدیں ان کو کہ ان کے آڑورز کر دیں باقی معاملات ختم ہیں۔

**جناب چیئرمین:** ok بیٹھ جائیں۔ سیکرٹری صاحب! آپ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ لکھ دیں کہ یہ جو ایس ایس ٹی کی جو پوٹنیں ہیں ان کے آرڈر زکیوں نہیں ہوئے ہیں؟ وہ جو ہے جواب یہاں پر جمع کر لیں۔ باقی جو ہے جو یہاں پر منظر ز بیٹھے ہوئے ہیں وہ متعلقہ منظر ز کے نوٹس میں لا کیں کہ یہ کام آگے کیوں نہیں بڑھایا جا رہا ہے۔

**جناب چیئرمین:** جناب اختر حسین لانگو صاحب! آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔ اور آپ کے منظر پارلیمانی سیکرٹری یہاں پر شکر ہے موجود ہیں۔

**میرا خڑحسین لانگو:** أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکر یہ جناب چیئرمین، توجہ دلا و نوٹس۔ میں وزیر برائے ملکہ اطلاعات کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کراتا ہوں کہ صوبے سے جاری ہونے والے مقامی اخبارات کو کل کتنے اشتہارات دیئے جاتے ہیں اور کس طریقہ کار کے تحت دیئے جاتے ہیں، ان کی مکمل تفصیل ایوان کو فراہم کی جائے؟

**جناب چیئرمین:** اچھا! اس سے پہلے کہ جواب دے دیں، نصراللہ زیرے صاحب کا جو توجہ دلا و نوٹس تھا اس پر یہی روائی ہے کہ جو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ میں سیکرٹری ہے، وہ ان اساتذہ کے جلد سے جلد آرڈر ز کرائیں۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ۔

**میراحمد نواز بلوج:** سیکرٹری بھی ریٹائرڈ ہو گیا ہے۔

**جناب چیئرمین:** چنچھے ہے اس کے پاس existing powers ہیں۔

**میراحمد نواز بلوج:** خالی ہے۔

**جناب چیئرمین:** نہیں خالی نہیں ہے ڈیپارٹمنٹ ہے موجود ہے۔

**محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات):** جی میرے معزز بھائی نے سوال کیا اشتہارات ایک پالیسی کے تحت دیئے جاتے ہیں اخباروں کو جو 2013ء میں ایک پالیسی بنائی گئی تھی جس میں تمام اخبارات کے تنظیم جو تھے انہوں نے بیٹھ کے decide کیا کہ اس پالیسی کے تحت اشتہارات دیئے جائیں گے اور یہ پہپا پر جو upload کرنے کے بعد ہی اشتہارات آتے ہیں جس میں اشتہارات میں، اب آپ کو پوچھتے ہے کہ یہاں پر پرنٹ نہیں ہوتے بہت سے اخبارات ایسے ہیں جو کراچی سے آتے ہیں اور جو یہاں کے لوکل اخبارات ہیں۔

**جناب چیئرمین:** نہیں سارے یہیں پرنٹ ہوتے ہیں، سارے یہیں پرنٹ ہوتے ہیں صرف DAWN اخبار باہر سے آتا ہے۔ اور The News

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات:** جی کراچی سے آتے ہیں جو کچھ بڑے اخبارت ہیں۔۔۔

**جناب چیئرمین:** یہ مقامی اخبارات کا انہوں نے کہا ہے۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات:** سب کو اشتہارات برابر کے اسی حساب سے ملتے ہیں میرے پاس پالیسی کی کاپی ہے لیکن اگر میر فاضل بھائی کو اس کی تمام ڈیٹیل چاہیے تو وہ بھی میں ڈیپارٹمنٹ سے ان کو پورے سال کی provide کراؤں گی۔

**میر اختر حسین لانگو:** اس میں جناب چیئرمین آپ کی اجازت سے اس میں میرے خیال سے بہت ساری چیزیں میدم کے علم میں بھی ہو گا بہت سارے اخباروں کے مالکان نے میں اس کا نام بھی لوں گا، سید انور شاہ صاحب ہیں، جو ”نوئے ژونڈ“ جو پیشتو کا اخبار ہے، ان کے ایڈیٹر ہیں انہوں نے میدم کو بھی لکھا ہے انہوں نے جام صاحب کو بھی لکھا ہے انہوں نے وہ WhatsApp letters ہمیں بھی کیئے ہیں اور شاید سو شل میدیا پر بھی دیئے ہیں انہوں نے تو اس بہت ساری چیزیں انہی پالیسیوں کی وجہ سے ”آس اپ“ اخبار جو بلوجستان کی ایک آواز ہوا کرتی تھی وہ بھی اسی ناروا سلوک اور جو discrimination policies کی تھی ان کی وجہ سے وہ بھی بند ہو چکا ہے اور ہمارے جتنے بھی چھوٹے اخبارات اس وقت ہیں جو بلوجستان کے ایک face ہے بلوجستان کے مقامی زبانوں کو بلوجستان کے کلچر کو بلوجستان کی چیزوں کو promote کر رہے ہوتے ہیں وہ بھی اس وقت انتہائی غیر قابل صورت حال سے ہیں۔ میری اپنی بہن سے درخواست بھی یہی ہے کہ اگر وہ تحریری طور پر تمام چیزوں کو اس اسمبلی میں لائیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات:** آپ اس کا question لے آئیں انشاء اللہ ساری details میں آپ کو provide کر دو گی پورے سال کی detail-provide کر دوں گی۔

**میر اختر حسین لانگو:** ہم اس کو ترانسپرنٹ طریقے سے ہم وہ چیزیں بھی دیکھ لیں اور جن اخباروں کے شکایات ہیں ان کا ازالہ بھی ہو سکے۔

**جناب چیئرمین:** آپ اس پر ایک سوال لے آئیں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات:** بالکل آپ سوال بھی لے آئیں اور میں انشاء اللہ آپ کو ساری ڈیٹیل بھی دے دوں گی۔

**جناب چیئرمین:** بالکل ایک سوال بھی لے آئیں۔

**میر اختر حسین لانگو:** میری اپنی بہن سے درخواست ہے کہ اس کو موخر کر دیں اسی کے حوالے سے اگر تفصیل اور جواب دے دیں اسمبلی میں۔

**جناب چیئرمین:** نہیں نہیں آپ علیحدہ سے سوال لے آئیں یہ تو توجہ دلانوٹس لایا ہے۔  
**میراختر حسین لالگو:** اسی توجہ دلانوٹس کو ہم موخر کرتے ہیں ڈیٹیل جواب ہے جو تفصیلات ہیں ان کے ساتھ اگر میڈم اسمبلی سیشن میں لے آئیں تو ہم اس کو موخر کرنے کے لئے تیار ہیں۔  
**محترمہ بشری رند (پارلیمانی سکرٹری برائے اطلاعات):** ٹھیک ہے۔

**جناب چیئرمین:** میڈم! چونکہ میں بھی اخباری صنعت سے، میری والیگی اٹھا رہ بیس سال پر محیط تھی اور اب بھی ہے۔ تو یہ جو لوکل اخبارات ہیں ہماری خصوصاً مقامی زبانیں یا قومی زبانیں جو ہماری بیہاں براہوی ہے بلوچی ہے پشتہ ہے اسی طرح ہزارگی ہے، ان کے رسائل چھپتے ہیں بیہاں ان کے اخبارات ہوتے ہیں اور ہر مرحلے پر ہر دور میں آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اشتہارات کے حوالے سے ان کے ساتھ نا انصافی ہوتی ہے ان کے ایوسیشن بھی ہے تو مجھے توقع ہے جو میں نے خود پر یکیٹری کی دیکھا ہے کہ جو بڑے اخبارات ہیں ان کے اشتہارات زیادہ ہوتے ہیں جو ہماری قومی زبانوں کی بیہاں کی لوکل زبانوں کے اخبارات ہیں انکے اشتہارات کم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ اخبارات بیہاں مقامی زبانوں کی ترویج کے لئے ہوتے ہیں اگر ان کو اشتہارات نہیں ملیں گے تو یہ اخبارات کل بند ہو جائیں گے تو مجھے توقع ہے آپ اس پر خصوصی توجہ دیں گے جو ہمارے لوکل اخبارات ہیں۔

**پارلیمانی سکرٹری برائے اطلاعات:** جی جناب چیئرمین! میں آپ کو اس کی پوری ڈیٹیل پروانیز کروں گی کہ ان اخباروں کو بھی ہم سپورٹ کر رہے ہیں اس سال کی پوری میں آپ کو ڈیٹیل لے کے دو لگی بڑے اخباروں کے ساتھ چھپوں گے کو بھی ہم نے برابر oblige کیا ہے۔

**میراختر حسین لالگو:** جناب چیئرمین! میں اپنی بہن سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس کی پوری ڈیٹیل اگر وہ اسمبلی فلور پر ڈیٹیل کر دیتی ہیں کہ وہ ہاؤس کی پر اپرٹی بھی بن جائے اور اس پر ہم ایک تفصیلی بحث بھی کر لیں۔

**پارلیمانی سکرٹری برائے اطلاعات:** ٹھیک ہے۔

**جناب چیئرمین:** صحیح ہے، بہت شکریہ۔

**جناب چیئرمین:** سکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں اس کے بعد میڈم پھر آپ بات کریں۔

**جناب طاہر شاہ کاکڑ (سکرٹری اسمبلی):** نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** سردار محمد صالح بھوتانی صاحب اپنے والدہ صاحبہ کی فوگی کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** سردار یار محمد رند صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** جناب نور محمد دمڑ صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے قاصر رہیں گے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** سید عزیز اللہ آغا صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** ملکھی شام لعل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** رخصت کی درخواستیں ختم۔

**جناب چیئرمین:** جی میڈم شکلیلہ نوید صاحبہ۔

**محترمہ شکلیلہ نوید قاضی:** جناب چیئرمین! میں شکلیلہ نوید تو اعدوان ضباط کا مجریہ۔۔۔

**جناب چیئرمین:** جی آپ کہنا کیا چاہ رہی ہیں۔ point of public importance۔ آپ بات کر رہی ہیں۔

**محترمہ شکلیلہ نوید قاضی:** جی میں point of public importance پر میں ایک قرارداد لانا چاہی

ہوں۔ یہاں سے منظوری مجھے اسمبلی سے لینی ہے۔

**جناب چیئرمین:** اچھا! ایجنسٹے میں تو یہ نہیں ہے۔

**محترمہ شکلیلہ نوید قاضی:** جناب چیئرمین! نہیں ایجنسٹے میں اس وجہ سے نہیں آیا ہے کہ یہ کل کا واقعہ تھا۔ تو

آج میں نے جب بھیجا تو آیا میں پیش کر سکتی ہوں۔

**جناب چیئرمین:** صحیح ہے آپ پڑھ لیں۔

**محترمہ شکلیلہ نوید قاضی:** شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں شکلیلہ نوید کن صوبائی اسمبلی، قواعد انصباط کار

بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1947ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتی ہوں کہ ذیل قرارداد کو پیش

کرنے کی بابت قاعدہ 225 کے تحت قاعدہ (1) 103 کے لوازمات کو معطل کیا جائے۔

**جناب چیئرمین:** آیا تحریک منظور کی جائے؟

**جناب چیئرمین:** ہاؤس سے رائے لیتے ہیں ہاں یاناں میں جواب دیں؟

**جناب چیئرمین:** تحریک منظور ہوئی۔

**جناب چیئرمین:** محترمہ شکلیلہ نوید قاضی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 120 پیش کریں۔

**محترمہ شکلیلہ نوید قاضی:** شکریہ جناب چیئرمین!

ہرگاہ کہ بلوچستان میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہوتا

جار ہا ہے۔ کل مورخہ 11 اگست 2021ء کو نواں کلی میں ایک مخصوص بچی مریم کے ساتھ جنسی دہشتگردی کا کمروہ

فعل ہوا ہے صوبہ میں 2020ء میں جنسی دہشتگردی کے 552 واقعات با قاعدہ رجسٹرڈ ہو چکے ہیں جبکہ رواں

سال 2021ء میں اب تک 38 واقعات رونما ہو چکے ہیں جن میں سے 20 واقعات جنسی وحشتگردی کے

ہیں۔ ان درندگی کے شکار ہونے والوں بچوں لڑکوں اور لڑکیوں جن کی عمریں چھ سے سولہ سال تک ہیں۔ مزید

برآں ماہ اگست 2021ء میں بھی دو واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ چونکہ 2020ء میں زینب الرٹ ایکٹ جو قومی اسمبلی میں پاس ہو چکا ہے۔ بلوچستان میں بھی اس قسم کے قانون کی اشد ضرورت ہے۔

لہذا یاپوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا کہ وہ فوری طور پر ہمارے بچوں کے تحفظ کی خاطر اس قسم کی موثر قانون سازی کرنے کو لیئنی بنائے اور موجودہ قانون کے تحت جنسی ہشتنگری کے مرتكب مجرموں کو کڑی سے کڑی سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین: قرارداد نمبر 120 پیش ہوئی۔

جناب چیئرمین: میدم شکلیلہ نوید قاضی صاحبہ! آپ اپنی قرارداد کی موزوں نیت کی وضاحت فرمائیں گی۔

محترمہ شکلیلہ نوید قاضی: thank you so much. جناب چیئرمین! 11 اگست کو میرے سامنے سے ایک خبرگز ری، چونکہ سول میڈیا کو آج کل لوگ دیکھتے ہیں کہ کوئی میں ایک بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے جو سات سال کی معصوم بچی ہے۔ اُس کے بعد پتہ لگانے کی کوشش کی گئی اور شاید اُس کے والدین اُس کو ہسپتال سے لے گئے تھے۔ اُس کے بعد کل مجھے پتہ چلا کہ اُس کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اُس کے والدین دوبارہ اُس کو ہسپتال لے گئے ہیں۔ میں نے دوبارہ ہسپتال کا visit کیا۔ جناب چیئرمین! یہ تصویر شاید میرے بہت سے لوگوں نے دیکھی ہو گئی میں نے اس بچی کی تصویر ٹوئیٹر پر بھی چلائی۔ یہ جو سات سالہ معصوم بچی ہے اُس کی آنکھوں میں کل جود دخا جو تکلیف تھی وہ بحیثیت میں میں محسوس کر سکتی تھی۔ کیونکہ جب میں اُس سے بات کرتی تو وہ کہتی تھی کہ باجی زہ خوژیشم۔ چونکہ مجھے اتنی پشتو نہیں آتی تھی یعنی مجھے بولنا نہیں آتی تھی۔ میں نے اُس سے بارہا پوچھا کہ آپ کے ساتھ کس نے زیادتی کی ہے۔ وہ کہتی تھی ”کہ بابا نے کی ہے“۔ تو مجھے پتہ یہ چلا میں نے اُنکے گھر والوں سے پوچھا کہ آیا یہ جو اس کے ساتھ یہ مکروہ فعل کس نے کیا ہے؟ تو اُس نے کہا کہ جس بندے نے اُس کے ساتھ کیا ہے اُس کی اسی کی ہم عمر بیٹی ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ کھلیتی ہیں۔ اور یہ اُس بندے کو بابا کہہ کر بُلاتی ہے۔ یعنی ہمارے معاشرے میں ہم اتنی مردہ قوم ہو گئے ہیں کہ ایک بندہ جس کی

اپنی بیٹی کی ہم عمر سات سالہ بچی کے ساتھ اُس نے یہ مکروہ فعل کیا ہے۔ تو جناب اپسیکر! Here I should say کہ جیسے ہمارے پرائم منستر صاحب نے کہا تھا کہ کیونکہ یہ rapes کے جو cases ہوتے ہیں اسکا سارا ملبوہ short clothings کی وجہ سے۔ پتہ نہیں اُسکے جو الفاظ تھے۔ پتہ نہیں What ever الفاظ تھے۔ But here I should share these all things. She is not wearing short clothes. She can not speak about it herself . She did not ask for it, but fear in her eyes says it all the failed as a fail society and as a human. ہم گلی گو چوں میں اپنے معصوم بچوں کو تحفظ نہیں دے پا رہے ہیں۔ ہم اُن درندہ صفت لوگوں کو ہم اُن کی ایک back cases کے کھڑے ہوتے ہیں اگر ایسے آئیں۔ جب میں نے وہاں سرجن ہیں میڈم عائشہ فیض، میں اُن کو خراج تحسین اس فلور پر پیش کرتا ہوں میڈم عائشہ فیض دہوار صاحبہ جو پہلے دس سالوں سے پولیس سرجن اسی پوسٹ مارٹم کے محلہ سے مسلک ہیں۔ اور وہ اپنی ڈیوٹی اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہیں میں نے بعد میں اُن سے پتہ کیا کہ میڈم اگر اس طرح کے آپ کے پاس کیس آتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ابھی recently علمدار روڈ پر ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا۔ کہتی ہیں کہ بھی ایسے کیسز آتے ہیں یا خواتین کو قتل کرنے کے کیسز آتے ہیں تو ہوتا یہ ہے کہ کچھ عرصے کے بعد پولیس انکو پکڑ کے سزا انکو زیادہ سے زیادہ ایک ڈیڑھ سال کے بعد یہ کورٹ سے رجوع کرتے ہیں اور کورٹ سے یہ باعزت بری ہو جاتے ہیں۔ جناب اپسیکر! اگر یہ باعزت بری ہو جاتے ہیں تو یہ ہمارے معاشرے کے لئے مزید خطرہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اُن کو پتہ ہے گناہ گاروں کو کہہ نہیں ہونا ہے۔ پنجور کا جو واقعہ ہمارے بلوجستان میں ہوا آپ کے سامنے ہے کہ اُسکو کیوں لے کر کے گئے۔ میرے پاس جناب اپسیکر! تمام تر یعنی بلوجستان میں جس ڈیٹا کی میں نے آپ سے بات کی ہے 2000ء کی میں نے بات کی 53 واقعات وہ میرے پاس detail میں ہیں جو میں نے ایک نیٹ ورک "سائل" جو HRCP کے ساتھ

کام کر رہے ہیں اُن سے میں نے لیئے ہیں کتنے بچے قتل ہوئے ہیں کتنے rapes ہوئے ہیں بلوچستان میں ان بچوں کا صرف میں نے ڈیٹا دیا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر ہم سخت قوانین نہیں لائیں گے اگر ہم آواز نہیں اٹھائیں گے اگر پاک پرور دگار نہیں ایک جگہ دی ہے کہ جہاں ہم بیٹھ کر کے Legislations کر سکتے ہیں آیا میرے ہاتھ میں نہیں ہے کہ میں روزگار، پانی دے سکوں۔ کم از کم میں اپنا یہ فرض تصور کر سکتی ہوں کہ اس بچی کی آواز تو اٹھاسکتی ہوں اُس رکشہ والے کے باپ کا کیا گناہ تھا۔ وہ بچی تو کھلینے کے لئے گئی تھی۔ اُس بچی کے جسم پر وہ داغ، اُس بچی کے وہ جو بال نوجے گئے تھے جو اُس کے کان پر زخم جو اُس کے ہاتھ پر زخم جو اُسکے جسم پر زخم اُس کی تکلیف کو کم از کم بجیشیت میں میں برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ اُس کی ماں بیٹھ کر کے اُس کے پاس رورہی تھی اُس کا والد رو رہا تھا۔ وہ بچی اتنی تکلیف میں تھی یعنی کہ ایک دن گزرنے کے بعد بھی جب وہ ہسپتال میں آئی تو لہذا میری اس ایوان سے بجیشیت اسپیکر آپ سے کہ اس گناہ کو کم از کم ہم آگے نہیں بڑھنے دیں تو اس کے لئے جو نیب الرث Act لا یا گیا تھا جو قومی اسمبلی میں پاس ہوا ہے ہم فی الفور ایک ایسا قانون پاس کریں تاکہ ایسے لوگ عبرتاک سزا پائیں ایسے لوگوں کو hang-out کیا جائے۔ نہ کہ ایک ڈیڑھ سال کے بعد وہ رہا ہو جائیں اور مزید ہمارے معاشرے کے لئے ایک گند ثابت ہوں۔ بہت شکریہ۔

**جناب چیئرمین:** جی شکریہ۔ آیا قرار داد نمبر 120 کو منظور کیا جائے؟

**جناب چیئرمین:** قرار داد نمبر 120 منظور ہوئی۔

**جناب چیئرمین:** جناب ثناء اللہ بلوج صاحب! آپ اپنی قرار داد نمبر 118 پیش کریں۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** شکریہ جناب چیئرمین! ہرگاہ کہ بلوچستان کے عوام، سیاسی قائدین، طلباء، صحافی اور بالخصوص وکلاء برادری نے آئیں و قانون کی بالادستی کے لئے ناقابل فراموش قربانیاں دی ہیں۔ مورخہ 08 اگست 2016ء کو بلوچستان کی وکلاء برادری پر ایک بزرگانہ حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں صوبہ کے 57 ممتاز اور مایباڑیں وکلاء کو شہید کیا گیا۔ وکلاء کے اس اجتماعی قتل عام کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایک کمیشن

فائم کیا۔ جس نے اس قومی سانحہ کے تمام پہلوؤں کا بغور جائزہ لے کر اس سے متعلق اہم سفارشات مرتب کیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ان سفارشات پر من و عن عمل در آمد کو صوبائی اور وفاقی سطح پر ملقطل یقینی بنانے کے لئے عملی اقدامات کرے۔ شکریہ۔

**جناب چیئرمین:** قرارداد نمبر 118 پیش ہوئی۔ محرك اپنی قرارداد کی موزوںیت کی وضاحت فرمائیں گے؟

**جناب ثناء اللہ بلوج:** شکریہ جناب چیئرمین! آج ویسے بھی اگست کا کوئی بھی ایسا دن نہیں جو بلوجستان کے لوگوں میں آنسو آہیں سکیاں اور دکھ کا باعث نہ بنا ہو۔ بالخصوص جب 08 اگست 2016ء کے دو واقعات ہوئے جس میں پہلے وکلاء ایک سینئر وکیل بلاں کاسی صاحب کو شہید کیا گیا تو اُس کی جسد خاکی جو ہسپتال میں رکھی ہوئی تھی اُس کو دیکھنے کے لئے وکلاء برادری کے سارے سینئر وکلاء بلوجستان کے جو بلوجستان کے انمول جو قانون و آئین کے معاملات کو سمجھنے والے تھے یا ماہرین تھے وہ سول ہسپتال پہنچ سول ہسپتال پہنچنے کے بعد اتنے بڑے سانحہ کے بعد جب حکومت اور حکومتی اداروں کو اسکا علم تھا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہسپتا لوں کو کسی بھی دنیا کے تمام ممالک میں ہسپتا لوں کو یونیورسٹیوں کو مساجد مدارس کو دنیا کی سب سے پر امن سب سے محفوظ جگہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن وہاں اسپتال میں جان بچانے کی بجائے 18 اگست 2016ء کو 57 اور وکلاء کی جانیں ایک بم دھماکے میں لے لی گئیں۔ اس میں چار، پانچ اور بھی معصوم و بیگناہ شہری وہاں شہید ہوئے جن کی کل تعداد جناب والا! 64 بنتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف چونسٹھ زندگیاں نہیں تھیں جناب والا! ان سب کے آپ جب کبھی، میں 8 اگست کو دنکشنز میں گیا، ایک باز محمد کا کڑھمارے مرحوم دوست اور سینئر وکیل بلوجستان کے نامور وکیل ان کے بھائی جوڑا کٹھ صاحب ہیں انہوں نے وہاں ایک پروگرام ترتیب دیا تھا۔ ان کی یاد میں تو وہاں جو تصویریں لگی تھیں میں دیکھ رہا تھا۔ تو اب تصویر ایک تاریخ ہے وہ 64 تصاویر جب میں نے دیکھیں تو اس میں سے average اگر آپ ان کی عمر کا اندازہ لگائیے تو پچاس سے پچپن سال کی عمر میں تھے تو جب میں نے کہا کہ یہ پچاس پچپن سال ایک شخص کی عمر اور کسی بھی جگہ پر financial cost Human cost اس کا calculate کرتے ہیں، ہماری سوسائٹی social cost economic cost لوگ ہمیشہ اسکی calculate کرتے ہیں، میں تو نہیں کیا جاتا۔ تو جناب والا! جب 64 کو میں نے 50 سال سے ضرب دیا تو آپ اندازہ کریں ایک shocking reality میرے سامنے آئی اور آپ بھی اندازہ کریں کہ یہ بلوجستان کے تین ہزار دو سو سال بنتے ہیں۔ یعنی ان چونسٹھ افراد کی زندگیاں اجتماعی طور پر بلوجستان کے تین ہزار دو سو سال بنتے ہیں۔ یہ

تین ہزار دوسو سال کی محنت، ان کی ماں کی محنت، ان کے والدین کی محنت، ان کے اساتذہ کی محنت، ان اداروں میں ان کی شب و روز کی practice و ہوپ میں چھاؤں میں جاڑے میں سیلا ب میں غربت میں پریشانیوں میں پتہ نہیں فاقہ میں جس طرح کی انہوں نے تعلیم حاصل کی ہوگی ان وکلاء نے، ان چونٹھ بلوچستان کے جو ماں ناز وکیل تھے ان 57 وکلاء اور باقی انکے کچھ سٹاف کے لوگ تھے۔ یہ تین ہزار دوسو سال کو جناب والا! صرف تین سینٹ میں سب کو تتمہ اجل بنادیا گیا پھر جب آپ تھوڑا اس اور اس کو غور سے دیکھیں یہ 18 اگست کو صرف اگر آپ 57 وکلاء ان میں سے اگر آپ ان کی عمر کو چھوڑ دیں وہ چلوان کے والدین کی محنت تھی انہوں نے ان کو پالا پوسا محنت کی لیکن ان کا بیس سے تیس سال ہر کسی کا تجربہ تھا۔ قانون اور آئین کے معاملات میں بلوچستان میں ایسے ماں ناز قانون دان ماہرین بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ 30 سے 35 سال کسی کا 25 سال اگر آپ average بھی لگایں۔ کہ ان کا جناب والا! اگر 20 سے 25 سال ان کا تجربہ تھا تو اسے سمجھے آئین اور قانون کی مد میں بلوچستان کو ایک گیارہ سو سال کا بلوچستان کو نقصان ہوا ہے۔ کوئی 30، 20 سال کا تجربہ کوئی معمولی تجربہ نہیں ہوتا۔ جب ایک وکیل کے ساتھ 20 سے 25 سے 30 سال کا تجربہ ہوتا ہے جب آپ 25 سے 30 سال کے تجربے کو اجتماعی طور پر دیکھیں گے تو یہ ایک صوبے کے 1100 سال کا قانون اور علم رکھنے والے دماغوں کا نقصان ہے۔ قویں جب اتنی باریک بینی سے اپنی تکلیف اور مشکلات کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر وہ کوشش کریں گے کہ آئندہ اس طرح کی تکلیف اور مشکل اس طرح کے حادثات اس طرح لوگوں کو نقصان نہ ہو۔ جب ہم پروگرام میں وکلاء برادری پورے پاکستان سے آئی ہوئی تھی۔ میرے لئے تو صرف شرم کی بات یہ تھی کہ میں اسمبلی کا ممبر ہوں اور بیٹھا ہوا ہوں۔ تو مجھے کسی بھی گورنمنٹ کی طرف سے حکومت کی طرف سے کسی نے بھی ایک تقریب بھی 8 اگست کے حوالے سے منعقد نہیں کی۔ یعنی کسی صوبے کے تین ہزار دوسو سال ایک لتمہ اجل بن جائیں ایک بم دھماکے میں۔ گیارہ سو سال کے دماغ، آئین اور قانون سے بھرے دماغ، یہ تجربہ وہ لتمہ اجل بن جائیں۔ ایک منٹ کے بم دھماکے میں اور اس کے بعد صوبائی حکومت ہر سال کم از کم اس حوالے اس کو بہت بڑا تعزیتی ریفرنس منعقد کرنا چاہیے تھا۔ ایک بات ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں اجتماع، معاملات کو سمجھنے کے لئے کہ ہم سے جو غلطیاں کوتا ہیاں ہوتی ہیں۔ یا بہت سی چیزیں ہم برابر کرنا چاہتے ہیں۔ تو کم از کم ہر سال 8 اگست کے حوالے سے حکومت کو ایک مکالمہ کرنا چاہیے تھا کہ بلوچستان سے یہ خوف کے اندر ہیرے کیوں ختم نہیں ہو رہے ہیں۔ یہ خوف کے بادل بلوچستان سے کیوں نہیں ہٹ رہے ہیں۔ یہ خون خرابی کی جو بلوچستان میں ہر روز سڑکوں پر گری ہوئی لاشیں ہیں۔ خون کے دھبے ہیں یہ کیوں کم نہیں ہو رہے ہیں۔

لہذا 8 اگست کو یوم مکالمہ کرتے ہیں کہ اس کے بعد بلوچستان کا کوئی اور دماغ کوئی اور لاش بلوچستان میں کوئی اور اس طرح کا حادثہ رونما نہ ہو۔ لیکن افسوس کی بات ہے جناب والا! اداکر معل محمد کا کڑ صاحب نے ان کے بھائی باز محمد، کا کڑ فاؤنڈیشن کے، انہوں نے پورے پاکستان سے ساری وکلاء برادری کے سینئر وکلا اکو بلا یا تھا اپنے خرچے پر اپنے تو سط سے یہاں ایک تعزیتی ریفرنس منعقد کیا اور وہ ایک مکالمہ کی شکل تھی جس میں تمام سیاسی جماعتیں بھی تھیں۔ تمام اکابرین بھی تھے۔ تمام وکلاء بھی تھے، سول سو سائٹ کے بھی لوگ تھے۔ اسی طرح دوسرے دن میں خود احتراماً بلوچستان ہائی کورٹ میں جب انہوں نے ایک ریفرنس منعقد کیا تو اگلے دن صح کے وقت میں وہاں بھی گیاتا کہ میں وکلاء کی وہ باتیں تو سن لوں جو حکومت بلوچستان کو یا کسی بھی حکومت پاکستان کو یا ریاست کو پہنچانا چاہتی ہیں مجھے پہنچتا کوئی سننے نہیں والا آئے گا۔ لیکن کم از کم ایک ذمہ دار شخص کی حیثیت سے میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں اُن کی باتیں سن کر اسی میں تو لے آؤں۔ اور اُس دن جب میں نے ان کی باتیں سننی میں یہ قرارداد اُسی تو سط سے لے آیا کہ وہاں جب 8 اگست 2016ء کا واقعہ ہوا تو جناب والا! آئین کے آڑیکل 184 اگر آپ کہتے ہیں میں پڑھوں گا یہ اختیار ہے سپریم کورٹ کا۔ آئین کے آڑیکل (3) 184 کے تحت سپریم کورٹ آف پاکستان کے اس وقت کے چیف جسٹس جناب انور ظہیر جمالی صاحب نے ایک کمیشن کی تشکیل دی، جس کو کوئی کمیشن کا نام دیا گیا اور اس کمیشن کے سربراہ کے لیے قاضی فائز عیسیٰ صاحب کا نام تجویز کیا گیا ان کو نامزد کیا گیا تھا، گوکہ قاضی فائز عیسیٰ صاحب کے حوالے سے شروع سے ہی اثارنی جزل نے اس کی مخالفت کی۔ بہت سی وجوہات تھیں کہ قاضی فائز عیسیٰ صاحب کا ذاتی طور پر ان وکلاء کے ساتھ تعلق ہے، مراسم ہیں، اُن کی ہمدردیاں ہیں، اور اس نے ان کو خط لکھا ہوا ہے ان کے خاندان کے لوگوں کو۔ لیکن خیر ان تمام چیزوں سے قطع نظر قاضی فائز عیسیٰ صاحب کی اس کمیشن نے تقریباً 55 روز تک کوئی 50 کے قریب افراد کی رپورٹ ہوئیں ان کی گفت و شنید یا اُن کی معلومات قلمبند کیں۔ یعنی 56 روز میں یہ رپورٹ کمیشن نے مکمل کی۔ اور اس رپورٹ کی کالپی میرے پاس اُردو اور انگریزی دونوں میں موجود ہے۔ جب اس رپورٹ کی تشکیل ہو رہی تھی یہ کوئی کمیشن کی بالخصوص ضیاء جان میرے چھوٹے بھائی ہیں اگر وہ ذرا غور سے سن لیں اس کا تعلق امن و امان سے بہت زیادہ ہے کوئی کمیشن کی رپورٹ جو قاضی فائز عیسیٰ صاحب کی، وہ رپورٹ جب اس نے ہائی ہے شروع سے تو اس میں بلوچستان کا ایک بہت ہی اندوہنا ک خاک پیش کیا گیا ہے۔ بہت دور نہیں یہ ماضی قریب کی بات ہے۔ ایک ہوتا ہے ماضی بعید آپ تو اُردو لٹریچر پڑھتے اور سمجھتے ہیں ایک ہوتا ہے مرضی قریب یہ ہے کہ 2016ء ابھی تک ہمارے ذہنوں میں زندہ ہے ابھی بھی اگر سول ہاسپٹل جائیں وہاں بم دھماکوں کے وہ نشانات یا وہ سیاہی نظر آتی

ہے ہو سکتا ہے کہ لاشوں کے ٹکڑیں بھی آپ کو وہاں مل جائیں، تو 2016 کے بعد جب انہوں نے یہ رپورٹ تشكیل دی میں تھوڑا سا اگر آپ کہیں اس کو انگریزی میں اردو میں پڑھونا کیا یہ انتہائی اہمیت کی حامل تھی۔ اس نے بلوچستان کے سارے hospital سے اس کو شروع کیا کہ ایک hospital میں جب بلاں کا سی صاحب کی شہادت ہوئی جب وکلاء گئے تو حکومت نے کیا انتظامات کیے تھے، وہ آپ اگر دیکھیں جناب والا! ناقابل بیان، انسان کو فسوس ہوتا ہے کہ حکومت بلوچستان اور حکمہ پولیس کی طرف سے اس وقت کوئی انتظامات نہیں کیے گئے تھے جب بم دھماکہ ہوتا ہے جب یہاں لاشیں گری ہوتی ہیں بلوچستان کے تین ہزار دوسو سال کی زندگی جب بسم ہوتی ہے میں 64 یا 57 وکلا نہیں گلتا ہوں، بلوچستان کے تین ہزار دوسو سال کو جب ایک لمحے میں بسم کیا جاتا ہے تو اس وقت سوں اسپتال میں ڈاکٹر زڈ یوٹی پر غیر حاضر، نرسز غیر حاضر، سوں اسپتال جو سنڈیں اسپتال جس کو کہا جاتا ہے۔ اس میں کوئی بھی سہولیات اُس وقت نہیں تھیں کہ آپ بلوچستان کے تین ہزار دوسو سال کی اس محنت کو کسی نہ کسی طریقے سے بچا لیتے ایک دو ڈاکٹر صاحبان کی اس وقت تصویریں میرے خیال میں آپ نے دیکھی ہوں گی وہ سامنے اس وقت آئیں اور انہوں نے ان گرے ہوئے انسانوں کو وکلاء کو اس بم دھماکے میں متاثر ہونے والے شہریوں کو ان کو بچانے کی کوشش کی لیکن ایک خاتون ڈاکٹر یا چند ایک شاف یا خود جو وکلاء صاحبان وہ اپنے دوستوں کو کہاں لے جاتے اور اس رپورٹ میں بہت ہی تکلیف دہ بات کی گئی ہے جناب والا! دنیا کے کسی بھی ملک کسی بھی خطے میں ایسا نہیں ہوتا کہ وہاں انسان وہاں بم دھماکے سے زخمی پڑے ہوئے ہیں اور ان کی اکثر کی اموات بنیادی علاج نہ ہونے کے باعث ہوئیں۔ دوسری بات زیادہ خون بہہ جانے کے باعث ہوئیں تیسری بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی غیر حاضری کی وجہ سے ہوئیں جو تھی بات یہ ہے کہ hospital میں ایک اچھا نظام بہترین نظام کی بات نہیں کرتا۔ یا first aid کے حوالے سے عدم سہولیات کی بنیاد پر ہوئیں۔ جناب والا! اس کمیشن کی finding ہے اس کے حوالے سے، دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے law enforcement agencies کے حوالے سے رپورٹ میں کہا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ بلوچستان میں professionalism نام کی کوئی چیز نہیں ہے یہاں رشتہ داری تعلق داری اور باقی من پسند افراد کو اس طرح تعینات کیا جاتا ہے الہذا جو law and order ہے یا جو ہماری law enforcement agencies ہے یہیں اُنکی کارکردگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایک طرف سے بم دھماکہ ہوا، دوسری طرف سے فائزگ کی گئی ہوائی فائزگ بھی کی گئی پتھریں سامنے فائزگ کی گئی۔ بجائے آپ معاملات کو سمجھیں۔ الہذا اس رپورٹ میں بلوچستان

کی law enforcement agencies کی professionalism پر سوال اٹھایا گیا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے حکومت بلوچستان کے حوالے سے بڑے سنجیدہ سے سوال اٹھائے اس کمیشن میں۔ اور وہ مسائل ابھی تک موجود ہیں میں اس کمیشن کا ذکر کیوں کر رہا ہوں۔ کیونکہ جب میں ہائی کورٹ، بلوچستان ہائی کورٹ میں 8 تاریخ کی صبح جب گیا وہاں ان کے اُس فنکشن میں پورے بلوچستان سے پاکستان سے معزز وکلاء صاحبان آئے تھے، بار کا تھا۔ ہمارے نو منتخب چیف جسٹس صاحب ہیں بلوچستان ہائی کورٹ کے، انہوں نے خطاب کیا سابقہ چیف جسٹس نے۔ تو یہ ان کی باتیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ حکومت کو سنی چاہیے وہاں پر آ کے۔ نہیں سنا ہے۔ میں بحثیت ایک ذمہ دار پارلینمنٹریں کے شہری کے جو میں نے سنی میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اکثریت کا سوال یہی تھا کہ جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کی روپورٹ پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا؟ اگر کوئی روپورٹ پڑھے گا تو اس پر عملدرآمد کیسے کریگا۔ جب اس حکومت میں کوئی پڑھنے والا ہی نہیں ہے دیکھنے والا نہیں ہے، سمجھنے والا ہی نہیں ہے تو عملدرآمد کیسے کریگا۔ اس میں تیسری بلوچستان حکومت کے حوالے سے اُس میں وفاقی اداروں پر اُس وقت کے وزیر داخلہ جو فیڈرل تھے، اُس کے حوالے سے بڑے سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ میں آخر میں آتا ہوں میں آج طویل نہیں کرنا چاہتا۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے یہم کبھی بھی بلوچستان کے سینے سے بلوچستان کے دل و دماغ سے ختم نہیں ہو سکتا۔ اگست کے مینے میں کافی ایسے دن آتے ہیں جو بلوچستان کے لوگوں کے سینے پر ہمیشہ کیلئے اب نقش ہو گئے۔ لیکن یہ ایک ایسا صدمہ ہے اگر اس صدمے کو بنیاد بنا کر ہم بلوچستان کو درست سمت کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ تاکہ اس طرح کا کوئی اور صدمہ اس طرح کا اور سانحہ رونما نہ ہو۔ لیکن تسلسل کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ ابھی میرے دوست نے کچھ دیر پہلے ذکر کیا۔ یہ جو بلوچستان میں جو terrorism cycle کا۔ دہشتگردی کا، تحریک کاری کا، بدمانی کا۔ یہ بہت سنجیدہ مکالمہ چاہتا ہے اور یہ مکالمہ آپ دیکھ رہے ہیں کس کے ساتھ کریں۔ یہ بلوچستان کی اسمبلی ہے یہ مکالمہ ان خالی کرسیوں کے ساتھ میں ہر وقت کرتا رہتا ہوں اور میں کروں گا۔ جب تک ہماری مدت ہے ہم یہ کریں گے۔ سفارشات میں بہت اہم سفارشات انہوں نے اس پر مرتب کی ہیں۔ مجھے یقین ہے جس دن ہم نے۔ ایک اہم بات اُس وقت انہوں نے اٹھائی تھی آج سے تقریباً پانچ سال پہلے پانچ سال سے بھی زیادہ ہو گئے کہ یہ روپورٹ سامنے آئی ہے۔ اُس نے ایک بات کی تھی کہ بلوچستان میں ایک فرانزک لیبارٹری توکم از کم قائم ہونی چاہیے تھی۔ کیونکہ اس سے پہلے دہشت گردی کے بلوچستان میں کافی واقعات ہوئے تھے۔ شاہ نورانی میں ہوا ہے۔ دوسری جگہ پر، تیسری جگہ پر اور باقی جگہوں پر ہوا ہے تو انہوں نے اس کا انک جوڑا ہے کہ اگر بلوچستان میں فرانزک لیبارٹری

وقت پر قائم کی جاتھی تو اس وقت جو دہشتگرد مارے گئے تھے پکڑے گئے تھے یا کسی نشانات تھے تو شاید اس حادثہ کو روکا جاسکتا تھا۔ لہذا بلوچستان میں جلد از جلد ایک جدید فرازک لیبارٹری قائم ہونی چاہیے۔ بدستی دیکھیں آج تقریباً پھر چھ سال کا عرصہ گزرا۔ سپریم کورٹ کی اہم سفارش جو فرازک لیبارٹری کے حوالے سے ہے اُس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ میری بہن شفیلہ نوید نے ایک مسئلہ کی جانب ابھی توجہ دلائی ایک معصوم بچی کے ساتھ جس طرح حیوانیت کا مظاہرہ کیا گیا قبل افسوس ہے۔ اب یہ بچے کے ساتھ اس کو قانون کے دائرے میں جب یجائے جائیگا۔ اس شخص کے خلاف شاہد کیسے جمع ہونے لگے وہ forensic examination کے ذریعے سے وہ فرازک رپورٹ کی بنیاد پر۔ وہ evidences کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ قانون کبھی بھی تقریر، تحریر اور جذبات کی بنیاد پر فصلے نہیں کرتا۔ تو لہذا جب کل اس بچی کا کیس بھی جائیگا یا اس طرح کی اور بچی اور بچوں کے ریپ کے لیکس بھی جائیگے تو وہ فرازک لیبارٹری کے لئے جناب والا! اس وقت بھی شاید میرے چھوٹے بھائی ضیاء لاگو صاحب نے مجھے اس کی تصدیق بھی کر لی کہ اس وقت کوئی بھی کیس حکومت بلوچستان کا اس طرح کا ہوتا ہے جس میں کوئی بھی کیس ہو چاہے وہ ساختہ کا ہو، حادثہ کا ہو، ریپ کا ہو وہ بھی جا جاتا ہے لاءڈیپارٹمنٹ کو، وزارت داخلہ کو وزارت داخلہ 30 ہزار روپے بھیج دیتا ہے اس کو لاہور وہاں کہیا جاتا ہے آپ اس کی فرازک رپورٹ بنا کر بھیج دیں۔ اب آپ 30 ہزار روپے بھیج رہے ہیں۔ لیکن ایک کریمنل جس نے اتنی بڑی کارروائی کی ہے اگر وہ 30 لاکھ روپے اٹھا کر اُدھر پہنچ جائے، وہ ساری رپورٹ کو اپنی مرضی سے تبدیل بھی کرو سکتا ہے۔ problem کہاں اس سوسائٹی میں ہو رہا ہے۔ اگر وہ لاہور تک نہ جائے، جب وہ رپورٹ واپس آئیگا، وہ محکمے میں کسی بھی سطح پر اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ یعنی جب آپ کے پاس میکنیزم ہی نہیں ہے۔ ادارے ہی نہیں یا رپورٹ کے حوالے سے یا تحقیقات کے حوالے سے جب آپ کے پاس میکنیزم ہی نہیں ہے۔ اس اتنی بڑی cost بھی اس کی نہیں ہے۔ یہ جناب والا! قاضی فائز عیسیٰ صاحب کی اہم سفارشات تھیں۔ اس کے بعد جائے وقوعہ وغیرہ جو incidence کی ٹریننگ کی جائے، compensation کی بات کی گئی تھی۔ انتہا پسندی کا انسدادی بیانیہ ہے۔ counter terrorism narrative ہے اس کو کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دہشتگرد اور تحریک کاروں کے ساتھ حکومت اور حکومتی اداروں کے میل جوں تعلق یا ان کے systematic support کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے، اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں کا، تیسری جگہوں کا کیا گیا ہے، سرحدوں کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ 18 اگست کو

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس اسمبلی میں اگست کی 9 تاریخ کو ہمارا اجلاس ہوا تھا، میں ایک رپورٹ پیش کی جاتی کہ سالانہ رپورٹ ہے 8 اگست کے حوالے سے کہ اس پر کیا implementation ہوئی کیا نہیں ہوئی۔ اس میں انہوں نے اختتامیہ میں یہ بات کی ہے کہ یہ ملک ایسے لوگوں نے بنایا تھا۔ یہ آخری ایک فقرہ ہے اس کا۔ یہ ملک ایسے لوگوں نے بنایا تھا جو برصغیر کے مسلمانوں کی حالت میں بہتری اور ہر عقیدے کے لوگوں کی آزادی کو برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ بدعتی سے اتحاد، ایمان اور نظم و ضبط کا یہ پیغام منافقین اور انتہا پسندوں نے بگاڑ، سبوتاڑ کر دیا۔ جسے مسترد کرنے کی ضرورت ہے۔ اتحاد، ایمان اور نظم و ضبط کی بنیادی پیغام پر دوبارہ سے عمل کرنے کی ضرورت ہے ایسا کرنے سے ہم بنیادی آزادیوں کی حفاظت کو یقینی بنائیں گے۔ ایک نجح کا پیرا گراف بہت important ہوتا ہے، آخر میں، بنیادی حقوق کا لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے یہ chapter حصہ دو میں constitution کے اندر اس کو کہتے ہیں انسانی حقوق کا۔ جب انسانی حقوق کا احترام ہو گا جناب والا! اُس معاشرے سے دہشت گردی، تحریک کاری ختم ہو گی۔ جب قانون کی بالادستی اور آئین کی بالادستی۔ دوسرا بات یہ ہے کہ یہ وکلاء جوشید ہوئے۔ یہ وکلاء تھے جو آئین اور قانون کی بالادستی کی بات کر رہے تھے۔ تکلیف اس بات کی ہوتی ہے کہ آئین اور قانون کی بالادستی کی بات کرنے والے اس آئین اور قانون کو تشکیل ہم کرتے ہیں، Legislation کرتے ہیں۔ لیکن اس کے عملدرآمد کا وقت آتا ہے انہی وکلاء صاحبان میں سے اکثر لوگ سارا دن یا اپنے کندھوں پر اس کو اٹھائے ہوئے اعلیٰ عدالتوں میں، عدالت عظمی میں، ذیلی عدالتوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ آئین کی اس حفاظت کی بات کرتے ہیں۔ آئین پر عمل درآمد کی بات کرتے ہیں، قانون پر عمل درآمد کی بات کرتے ہیں۔ افسوس کہ آئین اور قانون کی ساری زندگی تینیں سال تک آئین کو اپنے کندھوں پر اٹھانے والے وکلاء آج آئین اور قانون کے تحت انصاف سے محروم ہیں۔ اُن کے بچے، اُن کے خاندان اُن کے دوست آج بھی وکلاء میں سب سے زیادہ تشویش پائی جاتی ہے خوف و ہراس سے۔ آج بھی بلوچستان میں ڈاکٹر زسب سے زیادہ خوف و ہراس کا شکار ہیں۔ آج بھی بلوچستان میں انسانی حقوق کے محافظ یا Human Rights Defender سب سے زیادہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں آج بھی سیاسی کارکن، سماجی کارکن بلوچستان میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ غیر محفوظ سمجھتے ہیں یہ لوگ ہیں جو آئین و قانون کی بالادستی کی بات کرتے ہیں یعنی اس ملک میں آئین و قانون کی بالادستی کرنے والے لوگ سب سے زیادہ خطرات سے دوچار ہیں۔ میں توحیر ان ہوں دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قوانین کو ہونا چاہیے۔ یہ دنیا میں پہنچنے والے اس ملک

میں کیا قانون ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے ساتھ میں کچھ سفارشات بھی آپ کو دینا چاہتا ہوں اسلئے کہ اگر ہم ساتھ ہیں کہ ہمارے سماج میں ہماری سوسائٹی میں کچھ چیزیں جو ہیں ہمیشہ ہمارے لوگ ان سے سبق سیکھیں اور یہ ہمارے معاشرے میں قائم رہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا! 18 اگست کا دن جو شہداء بلوچستان کے حوالے سے ہے۔ جس میں مکران سے لیکر چون تک، ژوب سے لے کر تفتان تک وکلاء برادری کے کسی نہ کسی ضلع سے کسی نہ کسی تخلیل سے ایک نہ ایک وکیل شہید ہوا ہے۔ بلا تخصیص اور بلا تفریق میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب والا! 18 اگست کو صوبائی سطح پر سکول، یونیورسٹی و دفاتر اور آپ کی تمام جگہوں پر یوم مکالمے کے طور پر منانا چاہیے۔ یوم احتساب کے طور، یوم حساب کتاب کے طور پر منانا چاہیے کہ آیا بلوچستان میں ایک سال میں اس 18 اگست سے اس 18 اگست تک ہم نے امن و امان کے حوالے سے قانون کی بالادستی کے حوالے سے آئیں کی بالادستی کے حوالے سے بنیاد انسانی حقوق کے حوالے سے اُن وکلاء کے اُس مقصد کو ہم حاصل کر پائے یا نہیں۔ اُس کو ہمارا ایک دن ہونا چاہیتا کہ صرف وکلاء برادری ہائی کورٹ میں آکے اس کو نہ منائے۔ یہ پورے بلوچستان کے شہداء ہیں۔ ان کا دن تو کم از کم بلا تفریق اور بلا تخصیص حکومت بلوچستان کو notify کرنا چاہئے کہ 18 اگست وہ ایک قومی سانحہ ہے بالخصوص اگر پاکستان کی سطح پر مناتے ہیں تو اچھی بات ہے ہم بلوچستان کی سطح پر اس کو بلوچستان کا قومی سانحہ سمجھ کر ہر سال اس کی مجلس منعقد کریں تعزیتی ریفرنس منعقد کریں میرا تجوہ ہے میں نے دنیا میں جہاں بھی دیکھا ہے جہاں تو میں مشکلات سے گزرتی ہیں وہ اپنی تکلیف اور مشکل کے لمحات کو بھی اپنی تاریخ میں ضبط کر لیتے ہیں ہمارے ہاں جب آپ سلپیس کھولیں الاف انار، بکبری ہے۔ یہاں چھی بات ہے کہ آپ اپنے بچوں کو الاف انار اور بکبری سے شروع کروائیں لیکن جب آپ کا بچہ پانچ سے چھ اور سات سال کا ہوتا ہے جب وہ آپ کے مستقبل کا معمار ہے لیڈر ہے آپ کے مستقبل کے معاشرے کی باگ ڈور اس کو سنبھالنی ہے اس کو تھوڑا سا ماضی میں بھی لے جائیں آپ کم از کم پرائزمری سطح پر میڈل کی سطح پر میڈر کی سطح پر الیف ایس سی کی سطح پر بلوچستان میں یہ جو تمام حادثات ہوئے ہیں جن میں 18 اگست کا بھی حادثہ شامل ہے 26 اگست کا بھی حادثہ شامل ہے اس طرح بلوچستان میں اور جو بڑے حادثات ہوئے ہیں ان کو آپ بلوچستان کے سلپیس کا حصہ بنائیں بچوں کو یہ بتائیں کہ ہم جب حکمرانی پر فائز تھے ہمارے یہ یہ لوگ ان سے یہ غلطیاں سرزد ہوئیں یہ تاریخ کے اس دور میں ہمارے صوبے میں اس طرح کا خون خراہ ہوا ہمارے ہاں اس طرح لاشیں گرا کیں گئیں لہذا آپ جب قیادت سنبھالیں گے یا آپ اس ملک کی باگ ڈور سنبھالو گے تو آپ نے کس طریقے سے ان چیزوں سے نمٹنا ہے ہم نے اپنے بچوں کی تربیت شروع سے ہی کرنی ہو گی تاکہ وہ ہمارے

معاملات کو کم از کم ہمارے ماضی کو بھول نہ جائیں تیسری بات یہ ہے جناب والا! اس کو کیر و کولم اور سلپس میں آپ نے ڈالا اس وقت جو خوف و ہراس کا عالم ہے صوبے میں وہ آپ خود دیکھ رہے ہیں اس اگست کے مہینے میں بہت سے لوگ اب اپنے گھروں سے بھی نہیں نکلتے ہیں بلوچستان میں reconciliation کی بات ہو گئی بلوچستان میں بہت بڑے دعوے کیتے گئے لیکن reconciliation کیسے آئے گا اس صوبے میں جب reconciliation کے حوالے سے وہ اقدامات آپ نہیں کریں گے میں اس دن وکلاء کی اس مجلس میں 18 اگست کے جب بیٹھا ہوا تھا بلوچستان ہائی کورٹ میں وہاں انہوں نے ایک قرارداد پاس کی ایک قرارداد بہاں منظور ہونی چاہیے تھی انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں ماورائے آئین ماورائے قانون قتل کے جو واقعات میں جو شدید اضافہ ہوا ہے یہ وہاں معزز نجح صاحبان معزز وکلاء اور بارکی طرف سے جناب والا! ایک پیغام تھا جو میں خود سمجھ سکا تمیں اگر میں غلط تو نہیں سمجھا ہوں گا اور اسکی بنیادی وجہ یہ ہے جس طرح اخترانگو صاحب نے تھوڑی دیر پہلے کہا کہ دس نامعلوم لاشیں لے جائی جاتی ہیں دفاتری جاتی ہیں پانچ لوگ اچانک سے شام کو خبر آتی ہے صبح مر گئے اور حلفیہ کہتا ہوں کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ ان کے نام تک کیوں نہیں دیتے انکی تصویریں تو دے دیں میں کل جب خاران میں تھا ایک جگہ تعزیت پر گیا تو ہمارے دوست بھائی تھے انکے بچے بھی اس طرح لاپتہ ہیں تو مجھے کہتا ہے کہ جب اس طرح کی خبر آتی ہے میں کہتا ہوں حلفیہ ہمارے گھر میں ماتم ہے صفات متم بچھ جاتی ہے پتہ نہیں کس گھر میں کس کے بچوں کی خبر آتی کہ وہ جو ہے انکی تصویریں یا نام ہیں کم از کم نام تو دے دیں ہمیں تسلی سی ہو جائے گی کہ ہمارے بچے لاپتہ تو ہیں لیکن محفوظ تو ہیں تو میں حکومت سے یہ اپیل کرتا ہوں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان میں جو ماورائے قتل کے حوالے سے بلوچستان ہائی کورٹ یا بلوچستان کے معزز عدالت نے اس طرح کا ایک نوٹس لیا ہے قرارداد پیش کی ہے کم از کم اس پر اگر آپ اس اسمبلی میں ہمیں بریف نہیں کر سکتے آپ in camera سیشن میں بتائیں کہ بلوچستان میں آنے والے دنوں میں کس طرف حالات جاری ہے ہیں ہم سے جب لوگ سوال پوچھتے ہیں ہم لوگوں کو کیا جواب دیں کہ ایسے صوبے میں جس کو ہم خوشحالی کی طرف خوشی کی طرف ترقی کی طرف لے جانے کی بڑے بڑے دعوے ہو رہے ہوں وہاں پر بلوچستان کی انتیج پوری دنیا میں خبروں میں جو ہے نامعلوم لاشوں کی تدفین کے حوالے سے آرہی ہو یا ایک اچھا تیج نہیں ہے یہ ایک اچھی خبر نہیں ہے تو میں جناب سپیکر مشکور ہوں آپ کا میں امید کرتا ہوں یہاں جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں وہ 18 اگست کی اس قرارداد کو ان ترامیم کے ساتھ منظور کریں گے جس میں میں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ 18 اگست کو صوبائی سطح پر ہمیشہ کے لئے جو ہے وہ منعقد کیا جانا چاہئے بلوچستان کے سلپس میں بلوچستان کے اہم حادثات اور واقعات اور اس

طرح کے سانحات کو شامل کیا جانا چاہیے اور بلوچستان میں جو جسٹس فائز قاضی عیسیٰ صاحب کی رپورٹ ہے کمیشن کی جو کوئی کمیشن کی رپورٹ ہے اس پر عملدرآمد کے حوالے سے ایک مفصل رپورٹ جو ہے وہ اس اسمبلی میں پیش کیا جانا چاہیے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

(اس مرحلہ میں سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ شناہ بلوچ صاحب۔ جی زیرے صاحب بات کر لیں پھر مینگل صاحب **جناب نصراللہ زیرے:** جی بڑی اہم قرارداد ہے۔ جناب اسپیکر! 18 اگست 2016ء واقعہ کوئی کے 1935ء کے ززلے کے بعد سب سے خونی اور بڑا واقعہ ہے اور جس میں ہماری پوری نسل وکلاء کی نسل اس میں شہید ہو گئی اور بہت سارے وکلاء ایسے تھے کہ ہمارے جانے والے تھے ہمارے کلاس فیلو تھے ہمارے آر گنا نزیش سے ہماری پارٹی سے ان کا تعلق تھا دیگر آر گنا نزیش سے سو ڈنٹس لاکف میں ہمارا تعلق تھا بہت نزدیک کا تعلق تھا اور جب یہ واقعہ ہوا آپ یقین جانیں جناب اسپیکر میں اس صبح کو میں کراچی میں میری فلاٹ تھی۔ ہم جا رہے تھے پارلیمانی وفد جا رہا تھا امریکہ ہمارے دوست تھے اسمبلی کے آفسرز بھی تھے تو میں نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ میں امریکہ کی فلاٹ لے کر واشنگٹن جاؤں تو میں ایئر پورٹ آیا۔ اُسی دن 18 اگست کو میں تین چار بجے تک میں یہاں پہنچا اُس دن۔ اور پھر وکلاء کے جنازوں میں ہم نے شرکت کی۔ پھر فاتح میں ہم نے شرکت کی۔ اور چونکہ ایک بہت بڑا واقعہ تھا اور اس وقت کی حکومت نے ایک جان کی، کسی بھی انسان کی جان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ہے، نہ کروڑوں میں ہوتی ہے، نہ اربوں میں ہوتی ہے۔ بہر حال اُس وقت کی حکومت نے یہ بہتر جانا کہ ان وکلاء کے لئے انکی بیواؤں کے لئے compensation کا فوری طور پر ایک ایک کروڑ روپے کا اعلان کیا اُس وقت۔ اور اس وقت یا 2016ء میں حکومت نے ایک انڈ منٹ فنڈ یا وہ فنڈ بنایا جس میں وکلاء کے خاندان کے لوگ اس میں فنڈ کے ذریعے وہ باہر جائیں، وہاں ایل ایل ایم کریں ایل ایل بی کریں، Bar at Law کریں اور ان وکلاء کی compensation کے لئے حکومت نے خاطرخواہ اقدامات اٹھائیں۔ بہر حال یہ اتنا بڑا واقعہ تھا کہ ہمارا صوبہ بل گیا اور یہ واقعات ہمارے ملک کی داخلہ اور خارجہ پالیسی اور ہمارا ملک جو ایک سیکورٹی اسٹیٹ بنا ہوا ہے ڈائریکٹ ان سے related ہے۔ پھر سپریم کورٹ نے پر اسکیوشن کے 184 جو ہمارا کلاز ہے اس کے تحت کمیشن بنایا قاضی فائز عیسیٰ کی سربراہی میں اور جسٹرج میرے دوست نے کہا یہ کمیشن انگریزی میں میرے پاس ہے ایک سو نو صفحات پر یہ مشتمل ہے اور انکی recommendations کوئی اٹھارہ سفارشات کی گئی ہیں اور بڑی basic بنیادی سفارشات کی گئی ہیں

ملک کے اداروں کے حوالے سے کہ ان کا کردار کیا ہونا چاہئے انہوں نے Anti-terrorist Act بنایا ہے اسکے حوالے سے باقی جو مختلف قوانین بنائے گئے ہیں ان پر عملدرآمد سے ٹریزم کے حوالے سے بنایا ہے اور پوری ایسی رپورٹ بنائی ہے کہ اس رپورٹ پر اگر عملدرآمد ہو جاتا یا اب بھی جناب اسپیکر آگر اس رپورٹ پر جسمیں قاضی فائز علی کی رپورٹ پر عملدرآمد ہو جائے تو بہت سارے ایسے ہمارے ملک پر ہونے والی دہشتگردی جو آج بھی دہشتگردی ہو رہی ہے آج صحیح بھی دہشتگردی ہوئی تھی پرسوں بھی ہوئی تھی، ترسوں بھی ہوئی تھی اور پورا ایک سلسلہ چلا آ رہا ہے کہ دہشتگردی کے واقعات ہو رہے ہیں مری آباد میں ہوئے اور پشاور کے جو آری پلک سکول میں اس میں دہشتگردی کا واقعہ ہوا یہاں ہمارے دوستوں کے ساتھ ہزارہ برادری کے ساتھ واقعات ہوئے ہیں۔ خبر پشتو نخوا میں بڑے واقعات ہوئے ہیں۔ جو سطح پشتو نخوا، فاما اس میں دہشتگردی کے واقعات ہوئے ان تمام واقعات کا اگر آپ بغور جائزہ لیا جائے تو اس میں اگر رپورٹ پر عملدرآمد ہو جائے تو بہت سارے واقعات میں کمی آسکتی ہے۔ اور بہت سارے واقعات ختم ہوں گے کیونکہ انہوں نے پالیسی دی ہے کہ حکومت پاکستان نے ریاست پاکستان نے یہ کرنے ہیں۔ انہوں نے سفارشات کی یہیں کہ آپ نے اپنے سلپیس کو تبدیل کرنا ہے آپ نے جو رجحتی جو آپ نے وہ انتہا پسند اند جو آپ نے سلپیس بنایا ہوا ہے جو آپ بچوں کو پڑھا رہے ہیں ان کو آپ institutions میں colleges میں جتنے بھی وہ ہیں، جتنے بھی مدرسے میں اُن کو آپ نے تبدیل کرنے ہیں، جس کی وجہ سے کہ پورا آپ کی ذہن سازی ہو رہی ہے جو آپ بچوں کو تیار کرتے ہو، اُسے یہ بھی کہا ہے کہ جس نے suicide کیا اُس کے بارے میں اُنہوں نے تفصیل سے لکھا ہے۔ تو جناب اسپیکر، جب تک اس ملک کی خارجہ پالیسی، جب اس ملک کی داخلہ پالیسی تبدیل نہیں ہو گی جب تک اس ملک میں پارلیمنٹ کو بالادستی حاصل نہیں ہو گی، جب تک ملک کی منتخب پارلیمنٹ، منتخب وزیراعظم فیصلہ نہیں کرے گے، جب تک مداخلت سیاست میں بند نہیں ہو گی اسٹیبلشمنٹ کی، اُس وقت تک، جب تک ہماری جو دہشتگردانہ پالیسی ہے، وہ ہم ختم نہیں کریں گے یہ ہوتا رہے گا۔ اور جناب اسپیکر آج بھی افغانستان ہمارا برادر اسلامی ملک ہے، ہمارے ساتھ ہے، ایک زبان والے لوگ یہاں بھی رہتے ہیں وہاں بھی رہتے ہیں، اب آپ دیکھ لیں کہ وہاں کتنی مسلح مداخلت اور جاریت یہاں سے ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر جب تک ہم یہ policy کی پالیسی ابھی تک جاری ہے جب تک وہ تبدیل نہیں کریں گے strategic depth کی پالیسی کو ہم یہ policy تبدیل نہیں کریں گے terrorist groups ختم نہیں ہوں گے۔ کیونکہ ان کے لیے ضرورت ہے، انہوں نے کرنا ہے۔ تو جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تمام صورتحال ہے اس صورتحال میں یہ واقعات ہو رہے ہیں میرے دوست

نے بتیں کیس اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی لیے جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کو انہوں نے سپریم کورٹ میں اُن پر بے بُنیاد کیس بنائے گئے، money laundering کے کیس بنائے گئے اس لیے کہ فیض آباد کا جو صرنا تھا اُس کے حوالے سے اُس نے جو recommendations دی تھیں، سفارشات اور 18 اگست 2016ء کا جو واقعہ ہوا تھا اُس میں جو انہوں نے جو recommendations دیں، ان دو سفارشات کی بنیاد پر جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کو، اُن کو تنگ کیا گیا، اُن پر کیس بنائے گئے، بہر حال اب سپریم کورٹ نے اُن کے تمام cases ختم کر دیے اور اچھی بات یہ ہو گی کہ اب بھی ہمارے ملک کے حکمران جو اپنے آپ کو حقیقی حکمران سمجھتے ہیں، وہ عقلی سلیم سے کام لیں، اگر اس ملک کو دہشتگردی سے بچانا ہے، اس ملک کو سیکورٹی اسٹیٹ کے بجائے فلاجی ریاست بنانی ہے، اگر اس ملک کو ہم نے اپنے بچوں کو تعلیم دلانی ہے، ہم نے اس ملک میں امن لانا ہے تو یہ جو ہماری پالیسی انتہاء پندی کی پالیسی ہے دہشتگردی کی پالیسی ہے، اس پالیسی کو ہماری ریاست نے ختم کرنی ہو گی اور صحیح ایک فلاجی ریاست کی راہ پر چلانا ہو گا اور اس کے ساتھ کہ جسٹس صاحب کی جو سفارشات ہیں اس پر عملدرآمد ہو، تاکہ ہم ایک مصیبت سے نجسکیں، میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

**جناب دپٹی اسپیکر:** شکریہ زیرے صاحب۔ مینگل صاحب آپ بات کریں اکبر مینگل صاحب۔

**میر محمد اکبر مینگل:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ثناء بلوچ صاحب کی قرارداد نمبر 1118 انتہائی اہمیت کی حامل ہے، جس پر خاص کر ثناء بلوچ صاحب اور نصر اللہ زیرے صاحب نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ خاص کر 18 اگست 2016ء کو ایک طے شدہ منصوبے کے تحت بلوچستان کے سب سے باشمور طبقہ، سب سے باشمور طبقہ، نوجوان طبقہ ایک دم سے سب کو جو ہے ختم کیا گیا۔ جناب اسپیکر آپ بھی ایک پسمندہ علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس منصوبے کے لوگ خاص کر بلوچ اور پشتون کس طرح اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں، کس طرح اُن کی نشوونما کرتے ہیں، پسمندہ علاقوں سے جب وہ اپنے بچوں کو شہروں کی طرف پڑھانے کے لیے بھیجتے ہیں تو بے روزگاری کی وجہ سے وہ خود اُن کے ٹوٹھے ماں اور بابا پروزگار کر کے، مزدوری کر کے اُن کا خرچ برداشت کرتے ہیں۔ یا پھر اپنی زمین نیچ کر اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ بناتے ہیں۔ تب جا کر بلوچستان میں ایک بچہ وکیل یا انجینئر یا ڈاکٹر بنتا ہے، لیکن ایک ایسا منصوبہ کہ وکلاء برادری کو ایک ساتھ جمع کر کے ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس میں بلوچستان کی تمام cream پڑھا لکھا طبقہ جیسے میرے دوست نے کہا کہ اگر 1935ء کے زلزلے کے بعد کوئی اگر بہت بڑا واقعہ رونما ہو تو وہ بہی ہے۔ یہی وجہ ہے اس کو بلوچستان کا 11/9 بھی کہا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! خاص کر بلوچستان میں دہشتگردی و قاتلوں کا مختلف

طور طریقے سے چلتی آ رہی ہے۔ خاص کر ہمیں جو فائز عیسیٰ کی روپورٹ ہے، کم از کم اُس پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔ تاکہ ملزمان کو یقین کردار تک پہنچایا جاسکے۔ ان اجلاؤں میں ان اسمبلیوں میں ہم کئی دفعہ اٹھ چکے ہیں ہشتنگر دانہ کارروائیوں کے خلاف ہم بول چکے ہیں لیکن کوئی شناوائی نہیں ہوئی۔ اُلٹا ان ہشتنگر دوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اُن کی پریاری ہوتی ہے۔ اُن کو صوبائی بجٹ سے جو یہاں کے غریب لوگ اپنے ٹیکس سے دیتے ہیں وہ اُن کو نوازا جاتا ہے۔ پھر یہ ہشتنگر دانہ کارروائیوں کا سلسلہ کیوں رکے گا؟۔ یہ تو اور چلتا رہے گا، کیونکہ اس کی حوصلہ افزائی ہمارے جو ریاستی ادارے کرتے ہیں ہماری جو مقتدر قوتوں کی دین کرتی ہیں تب جا کر یہ پہنچتے ہیں، بڑھتے ہیں اور روز بروز ان کے واقعات جو ہیں، سلسلہ جو ہے اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اسی روپورٹ میں خاص کر جب پولیس ٹریننگ میں، پولیس ٹریننگ یکمپ کے ادارے میں جب پولیس حملہ ہوا، شاہ نورانی کے علاقے میں جو حملہ ہوا باقاعدہ یہ روپورٹ آئی کہ اُن واقعات کو کرنے والوں کا سلسلہ ایک ہی ہے اور وہ اُن سے پہلے بھی بہت سارے سلسلے کر چکے ہیں۔ اگر اُس وقت اُن پر ہاتھ ڈالا جاتا اُن کی روک تھام کی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ 18 اگست کا واقعہ رونما نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ یہ ضرورت ہے، مقتدر قوتوں کی کہ اس صوبے میں فساد جاری رہے، یہاں کے لوگوں کو اسی سلسلے میں انجھتے رہیں، اُلٹجھا ہوا پائیں اُن کو، یہ اس سے آگے نہیں نکل سکیں۔ لیکن چونکہ اس طرح کی پالیسی سے ملک نہیں چلتے، نفرت کی پالیسیوں سے نہیں چلتے، لہذا ہمیں اپنی پالیسیاں تبدیل کرنی ہوں گی۔ اور خالصاً بلوچستان کو جس روش میں چلا یا جا رہا ہے، جس ڈگر پر چلا یا جا رہا ہے، اس پر جو ہے خاص کر ہمیں اس سے ہٹانا پڑے گا۔ ہمارے ہزارہ برادری کے واقعات کو اگر آپ دیکھیں، اُن کے پیچھے کون کا فرماتھے، وہ بھی یہی قوتیں تھیں، یہی جو ہیں گروپ، یہی گروپس تھے۔ جن میں 18 اگست کا واقعہ ہے، جن میں شاہ نورانی کا واقعہ ہے، جن میں آپ کاشکار پور، آپ کا صفورا، آپ کا جو جعل مگسی کا جو واقعہ آتا ہے اور بڑے بڑے سارے، اور آج کل آپ دوبارہ اُن کو دوسرا شکل دے رہے ہیں، سیاسی شکل دینے کی کوشش کر رہے ہیں انہی ڈاکوؤں کو، لٹیر ویں کو، انہی فساد کرنے والوں کو، تو میں سمجھتا ہوں اس طرح کی پالیسی جو ہے، وہ اس ملک میں نہیں چل سکے گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ اور خاص کر اس طرح کے کرنے والے چاہے وہ شاہ نورانی کے واقعے میں ملوث ہیں، پولیس ٹریننگ کے واقعہ میں ملوث ہیں، کراچی کا جو نبیوی کا جو واقعہ تھا اُس میں ملوث ہیں، کراچی ایس پورٹ کے واقعہ میں ملوث تھے، یا 18 اگست کے واقعے میں ملوث تھے، یا ہزارہ برادری کے واقعے میں ملوث ہیں۔ میں اپنی صوبائی حکومت کو اس میں برابر کا شریک سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آج بھی وہ دنناتے اور بر ملا اس کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم نے ان کو funding کی ہے، آپ کا PSDP، آپ کے پسمندہ علاقوں کی جو بجٹ

ہے آپ نے اُنکے حوالے کی ہے وہاں کے منتخب نمائندے آج بھی ایک روپیہ بھی اُنکی مرضی سے وہاں پر خرچ نہیں ہوا۔ لیکن ایک ارب سے زیادہ نے Death Squad کو حوالے کیا ہے۔ تو اس طرح کی پالیسیاں آپ سمجھتے ہیں کہ آپ بلوج اور پشتوں پر تو پیں گے اور حکمرانی کریں گے تو اس طرح کی پالیسیاں زیادہ دیر نہیں چلتی۔ آج جیسے میرے فاضل دوست نے کہا کہ آپ کوشش کر رہے ہیں کہ افغانستان کو فتح کریں افغانستان ایک آزاد ملک ہے آپ اس کو چھوڑیں وہاں کے لوگوں کے لئے کہ وہ جو انپنا مرضی چاہیں جس طرح چاہیں اپنی حکومت کریں۔ آپ وہاں پر دشمنگردی سلسلہ چھوڑا ہوا ہے۔ وہاں پر اگر ہو بھی تو میری مرضی کی حکومت ہو گی کیوں بھائی آپ کی مرضی کی کیوں حکومت ہو گی؟ وہاں پر افغانوں کی مرضی کی حکومت ہو گی جو افغان چاہیں گے۔ وہاں پر اسلام آباد کی حکومت نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ چاہ رہے ہیں کہ کشمیر کو فتح کریں آپ چاہ رہے ہیں کہ اُدھر سے افغانستان کو فتح کریں۔ پوری دُنیا کو فتح کرنے کا جو تھیکہ ہے وہ آپ نے اٹھایا ہوا ہے۔ یہ اس طرح کی آپ نے جو پالیسی اسلام آباد نے یالا ہورنے رکھی ہے چھوٹے قوموں کے بارے میں یہ ہٹ دھرمی جو ہے اس سے آپ کو ہاتھ اٹھانا پڑے گا۔ اگر آپ نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ آپ دیکھیں آج بلوچستان میں اگست کا مہینہ اگست میں ایک دن ایسا نہیں گزرتا کہ یہاں یوم سیاہ نہیں ہو۔ یہاں پر جو ہیں بلوج اور پشتوں نے اپنے پیاروں کے بر سیاں نہیں منا رہی ہوں۔ بلوچستان میں اگست جو آپ دیکھ رہے ہیں ہر روز لوگ اپنے پیاروں کو یاد کرتے ہیں جیسے ہمارے دوستوں نے کہا کہ آپ نے گم نام قبرستان بنایا ہوا ہے ہر روز چار لاشیں ہر روز دس لاشیں، کی کی لاشیں ہیں یہ؟۔ انکو آپ اخبارات میں اشتہارات کیوں نہیں دیتے؟ اُنکی تصویریں کیوں نہیں دیتے ہیں؟۔ تاکہ لوگ پہچان سکیں، جان سکیں کہ یہ کون ہیں۔ جب بھی اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں دنایا جاتا ہے ایدھی اور پچھپا کے ذریعہ تو ہزاروں کے تعداد میں جو بلوچستان کے missing persons میں اُنکے گھروں میں ماتم ہوتی ہیں کہ کہی نوجوان یہ ہمارا پیارا تو نہیں ہے؟ اس گھر کا چراغ تو نہیں ہے؟ تو اس طرح کی پالیسیاں آپ محکم قوموں کیلئے کہ آپ نے قبضہ کیا ہوا ہے کہ آپ اس قوموں کو اس طرح چلاوے گے۔ میرے بھائی ابھی ہم اکیسوی صدی میں ہیں لوگ ترقی کر چکے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مینگل صاحب تھوڑا۔

**میر محمد اکبر مینگل:** اب سو شل میدیا کا دور ہے آج لوگ ساری چیزیں دیکھ رہے ہیں نوجوان دیکھ رہے ہیں آپ کو اپنی پالیسیاں تبدیل کرنی ہوں گی خاص کر اسلام آباد والوں سے ہم یہ کہتے ہیں اگر یہی پالیسی جو 70 سالوں سے آپ پشتوں اور بلوجوں کے ساتھ رواں رکھا ہے تو اس کا فیصلہ یہاں کے عوام خود کریں گے کل

کو۔ پھر شاید آپ کے ہاتھ سے آپ کا فیصلہ ہے وہ آپ کے ہاتھ سے نکل چکا ہو گا اور باقی فیصلہ بیہاں کے مقامی لوگ ہیں تو میں ہیں وہ خود کریں گے اپنے بارے میں Thank you جناب اسپیکر!۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ مینگل صاحب۔ جی مختصر بات کریں۔

**جناب قادر علی نائل:** شکریہ جناب اسپیکر! معزز رکن کی جو قرارداد سامنے لائی گئی میں اپنی جماعت کی جانب سے اُس کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اس میں کوئی دورائے نہیں ہیں، جو 18 اگست کا اندو ہناک واقعہ ہوا، اُس میں ہماری ایک پڑھی لکھی نسل تہخ کی گئی، بتاہ کی گئی۔ یہ جوان طبقہ پڑھا لکھا طبقہ نہ صرف وکالت یا شعبہ قانون سے ان کا تعلق تھا بلکہ ان میں وہ شخصیت تھی جو اس society پر نظر کھتے تھے جن کی ثبت سوچ تھی جن کی اجتماعی سوچ تھی جو بیہاں کے سیاسی معاملات جو بیہاں کی قومی معاملات اور خصوصاً کوئی اور بلوچستان کے society میں اقوام کے درمیان رواداری محبت اور امن کی پرچار کرنے والے لوگ تھے۔ تو یہ واقعہ اور اس سے پہلے جو واقعات ہوئے یہ سارے بلوچستان کے لئے ایک الیہ سے کم نہیں ہے۔ جس طرح ہمارے دوستوں نے بتایا کہ نہ صرف اگست بلکہ اگر ہم کیلنڈر دیکھیں تو جنوری سے دسمبر تک کوئی ایسا مہینہ نہیں گزرا ہے گزشته دو دہائیوں سے کہ جہاں پر قتل عام نہ ہوا ہو جہاں پر ہزارہ قوم کی نسل کشی نہ ہوا اور اسی سول ہسپتال میں کئی ایسے واقعات ہوئے دو طرح کے جس میں ہمارے قوم کے پولیس آفسران کو مارا گیا اُس کے بعد جب لوگ آئے تو دوبارہ blast ہوا اسی طرح عید گاہ کا جو واقعہ ہوا علمدار روڈ میں جو سنوکر کلب واقعہ ہے، اسی طرح کے واقعات ہوئیں تو گزشته دو دہائیوں سے ہمارے دو ہزار لوگ بے گناہ شہید کر دیئے گئے۔ تو جو کمیشن اس حوالے سے بنی ہے اور جس کی رپورٹ آئی ہے اُس کمیشن پر عملدرآمد ہونا چاہیے اور نہ صرف اُس پر بلکہ گزشته دو دہائیوں سے بیہاں پر جتنی بھی پلاکتیں ہوئیں ہیں خصوصاً ہزارہ قوم کی جو نسل کشی ہوئی ہے جس طرح ہمارے آفسران کو ہمارے وکلا کو ہماری مزدوروں کو ہمارے سبزی فروشوں کو بے دردی سے مارا گیا اُس کی جائیج ہونی چاہیے اور اُس کے بھی ذمہ داروں کو سامنے لانا چاہیے۔ جناب اسپیکر! اب جب میں بات کر رہا ہوں تو یہ تیرماحرم ہے، ایامِ محرم ہمارے سامنے ہے۔ تو جس طرح ہمارے دوستوں نے بتایا کہ جو بنیاد پرستی ہے دہشت گردی ہے یا شدت پسندی کا جو بیانیہ گزشته کی دہائیوں سے ہمارے بیہاں چلا رہا ہے اب اُس کا وقت گزر چکا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ بنیاد پرستی انتہا پسندی اور شدت پسندی کی بیانیہ نے ہمارے ملک کو بتاہ کر دیا۔ ہمارے صوبوں کو بتاہ کر دیا۔ اس وجہ سے اب ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم ترقی پسندی کی بیانیہ نے ہمارے ایک خوشحالی اور ایک ترقی پسندانہ جو ایک بیانیہ اُس کو سامنے لائیں اور امن و محبت رواداری کی بات کریں۔ ابھی عاشرہ بھی آنے والا ہے مجھ تلوں ہے کہ جو امام پار گا ہوں میں اس

کے علاوہ جہاں پر مجالس ہوتی ہے اُس میں کوئی کے حوالے سے بلوچستان کے حوالے سے یہاں پر بننے والے اقوام کے لیے امن رواداری محبت بھائی چارہ باہمی احترام ایک دوسرے کے روانیوں کو ایک دوسرے کے اقتدار کو احترام کرنے کی تبلیغ ہو، تاکہ ہمارا جو صوبہ ہے ہمارا جو شہر ہے یہاں کے جو حالات بگڑ گئے تھے وہ حالات معمول کی طرف آنا شروع ہو گئے ہیں اُس میں مزید بہتری آئیں۔ اور جہاں تک کمیشن کی بات ہے میں نے کہا کہ کمیشن پر جو رپورٹ آئی اُس پر عملدرآمد ہو اور اُس سے پہلے دو دہائیوں سے جو یہاں پر ہلاکتیں ہوئی ہیں جو بھی قتل عام ہوا ہے جو بھی target killing ہوئی ہیں اُس کے ذمہ داران کو بھی کیفر کردا دتک پہنچائیں جائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ قادر علی نائل صاحب۔ جی زا بدلی ریکی صاحب اسی قرارداد کے حوالے سے؟

**حاجی زا بدلی ریکی:** جی اسی قرارداد کے حوالے سے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مختصر کریں۔

**حاجی زا بدلی ریکی:** جی مختصر کرتے ہیں۔ کیونکہ گرسیاں دیے ہی خالی پڑی ہیں۔ دو باتیں کرنی ہیں بس۔

جناب اسپیکر صاحب! thank you! بہت بہت مہربانی۔ جناب اسپیکر صاحب! اس قرارداد کا میں بھی اپنے اور اپنی پارٹی کی طرف سے۔ یہ جو 18 اگست کو یہ جو سانحہ ہوا تھا اور جتنے بھی شہداء وکیل وغیرہ، سپریم کورٹ ہائی کورٹ کے وکلاء شہید ہو گئے تھے۔ یہ حالت ہے بلوچستان کی، ہم بار بار یہی کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان پر امن نہیں ہے بلوچستان میں جناب اسپیکر صاحب! دن بھر کیا کیا ہو رہا ہے آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے ابھی بھی یہ دیکھا ہے ہمارے اسمبلی کے سامنے سرینیاچوک میں اسی طرح دھماکہ ہو گیا ہے سرینیا کے اندر دھماکہ ہوا ہے آخر اس بلوچستان میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ گورنمنٹ کا حال ہے جناب اسپیکر صاحب! گرسیاں خالی میں جب ہم بات کرتے ہیں کوئی بات سنتے بھی نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ اسمبلی اجلاسوں میں لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں اسی وجہ سے کہ ہم بلوچستان میں ہم آکر ہم بات کریں کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے کیا ہونے والا ہے، کیا کرنا چاہیے جناب اسپیکر صاحب! یہ حالت ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ اس طرح بلوچستان اسمبلی بلوچستان کی گورنمنٹ کو اسی طرح چلا رہے ہیں؟۔ میں کہتا ہوں کہ بلوچستان اس ترقی جناب اسپیکر صاحب! قطعاً بھی نہیں ہو گا۔ اور جناب اسپیکر صاحب! ہر جگہ میں یہی ہے حالات ہیں پنجگور میں جا کے دیکھ لیں تربت میں جا کے دیکھ لیں ہمارے جیسا، ہمارے اکبر جان نے کہا وڈھ کا کیا حالت ہے خضدار کیا حالت ہے۔ یہی حالت پورے بلوچستان میں تمام اضلاع میں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس میں گورنمنٹ اس میں دلچسپی لے

لیں خاص طور پر ہمارے ہوم منٹریہاں پر بیٹھنے نہیں ہیں وزیر داخلہ ضیاء لانگو صاحب اُس کو چاہیے کہ بلوچستان کا امن و امان، ہمیں کچھ نہیں چاہیے ہمیں PSDP میں کچھ نہیں دے سکتے ہیں کم از کم ہماری جانوں کو ہمارے جانوں کو محفوظ کریں ہمارے مالوں کو محفوظ کریں۔ کم از کم ہم سکون سے اب اپنی زندگی گزاریں جناب اسپیکر صاحب! باہر ملکوں میں جاتے ہیں وہاں پر پُرسکون ہیں ہر کوئی جاتا ہے مہینہ دو مہینے کیلئے کیوں بلوچستان میں اسی طرح اپنی زندگی نہیں گزاریں؟ ہم بلوچستان کے باشندے نہیں ہیں؟ ہم نے اس پاکستان کیلئے قربانیاں نہیں دی ہیں؟ دیئے ہیں اور دے رہے ہیں مگر یہ حالت اور یہ رو یہ بلوچستان میں اگر اس طرح رہے میں کہتا ہوں ہمارے اپنی جان جو ہم بلوچستان Members Provincial Assembly کے کی محفوظ نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! اپنی جان میں محفوظ نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! میں اس قرارداد کا بالکل حمایت کرتا ہوں خاص طور پر آپ کا بھی مشکور ہوں آپ نے مجھے تاکم دیا۔ thank you جناب اسپیکر صاحب!

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہزادہ علی ریکی صاحب۔

**جناب چیئرمین:** آیا قرارداد نمبر 118 منظور کی جائے؟

**جناب چیئرمین:** قرارداد نمبر 118 منظور ہوئی۔

**جناب چیئرمین:** جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 119 پیش کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** Thank you جناب اسپیکر صاحب! ہرگاہ کہ کوئی ملک کے دیگر شہروں کے درمیان چلنے والی مختلف ریل گاڑیوں کو کرونا کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب حالات معمول پر آنے کے باوجود کوئی سے صرف ایک گاڑی جعفرایک پرس چلتی ہے۔ جو کہ صوبے کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی کے متراffد ہے۔ جبکہ اس کے برعکس ملک کے دیگر شہروں جن میں کراچی ٹولہ ہور، راولپنڈی ٹولکراچی، لاہور ٹولکراچی اور دیگر شہروں کے درمیان ریل گاڑیاں اپنے معمول کے مطابق چل رہی ہیں۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کریں کہ وہ کوئی ملک کے دیگر شہروں کے درمیان چلنے والی ریل گاڑیوں کو فوری طور بحال اور سبی تاہنائی ٹرین سروس کو بھی شروع کرنے کو قیمتی بنا کیں۔ تاکہ صوبے کے عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمه ممکن ہو سکے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہزادہ علی ریکی صاحب admissibility کی وضاحت فرمائیں گے یا یہی صحیح ہے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جی جی بالکل۔ جناب اسپیکر دنیا میں اس وقت سب سے سنتی اور آرام دہ سفر وہ ریل کے ذریعے ہوتی ہے۔ آپ بھی یورپ گئے ہوں گے۔ وہاں پر entire the europe جہاز بالکل خالی

ہوتے ہیں اور سب لوگ ٹرینوں کے ذریعے سفر کرتے ہیں۔ قدیمتی سے جب اس ملک خدادادِ پاکستان کا وجود آیا اُس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ چند کلو میٹر کا بھی یہاں پڑھی نہیں ڈالی گئی۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ انگریز کے دور میں پہلی مرتبہ جناب اسپیکر 16 اکتوبر 1879ء کو یہاں ہمارے صوبے کے سنگلاх پہاڑوں پر ریلوے کا نظام انہوں نے پہلی پڑھی بچھائی۔ اور جو پہلا حصہ ہے وہ سندھ سے ہوتا ہوا ڈیرہ اللہ یار سے سبی، سبی سے ہرنائی، ہرنائی سے بوسٹان اور پھر بوسٹان سے کوئٹہ اور بوسٹان سے چمن، بوسٹان سے ژوب تک یہ ٹرین پہلی مرتبہ انگریزوں نے یہاں بچھائی۔ اگر آپ ہرنائی گئے ہو گئے وہ جگہ وہ historical جگہ جہاں پر ملکہ victoria بھی آئی تھی، جہاں پر پہاڑوں پر سرنگ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ میں ریل گاڑی جاتی تھی۔ اُس کے بعد انگریز نے دوسرالائن بولان کا شروع کیا اور کوئی 14 سو کلو میٹر سے زائد ہمارے صوبے میں انگریزوں نے لائن بچھائی جس میں کوئٹہ ٹو ژوب تک ”نیرو گنج ٹرین“، لائن تھا اور باقی کوئٹہ سے زاہدان اور پھر چمن تک۔ اور یہ سب کچھ انگریز کے دور میں ہوا۔ اب اس ملک آپ نے دیکھا کہ کوئٹہ بوسٹان سے ژوب تک ”نیرو گنج ٹرین“ چلتی تھی 1988ء تک۔ اُس کے بعد اُس کو بند کیا گیا اور پھر اُس پڑھی کو بھی اکھاڑا دیا گیا۔ بجائے اس کے کہ وہ مزید ژوب ٹو ٹانک انگریزوں نے وہاں ٹانک تک ریلوے لائن لائی تھی۔ یہاں سے ژوب اب ژوب سے ٹانک تک جانا چاہیے تھا تاکہ لوگ کوئٹہ سے پشاور تک ٹرین کے ذریعے سفر کر سکے۔ لیکن وہ کوئٹہ سے ژوب بھی انہوں نے پڑھی کو اکھاڑا دیا۔ اب یہ صورتحال ہے کہ اس وقت جناب اسپیکر پہلے ہمارے صوبے کوئٹہ سے دس ٹرینیں چلتی تھیں، بولان میں کوئٹہ تاکراچی براستہ سیہون شریف، دوسرا اکبر ایکسپریس کوئٹہ تالا ہور، پھر تیسرا ٹرین بلوچستان ایکسپریس کوئٹہ تاکراچی براستہ نواب شاہ، چوتھا ہمارا جو چلتی ایکسپریس تھا کوئٹہ تالا فیصل آباد، پھر اب اسیں ایکسپریس کوئٹہ تالا ہور، پھر رغون پنجھر کوئٹہ تاکراچی براستہ روہڑی، پھر ہرنائی سبی روٹ پر ٹرین چلتی تھی وہ بھی بند۔ زاہدان پنجھر ٹرین کوئٹہ تالا ہور اسی پنجاب میں ہے۔ اسی طرح صوبے سندھ میں کراچی کا جو ڈویژن ہے وہاں 19 ٹرینیں ہیں۔ 44 ٹرینیں وہاں پنجاب میں ہیں۔ اسی طرح صوبے سندھ میں کراچی کا جو ڈویژن ہے وہاں 19 ٹرینیں ہیں۔ جبکہ سندھ کے سکھڑو ڈویژن سے دو ٹرینیں چلتی ہیں۔ اور خیر پشتوخوا میں پشاور سے 14 ٹرینیں چلتی ہیں۔ ہمارے یہاں اب صورتحال یہ ہے کہ کوئٹہ سے صرف جعفر ایکسپریس ہے باقی ٹرینیں انہوں نے بند کی ہیں۔ کوئٹہ چن ہر روز صبح ٹرین چلتی تھی اب ہفتے کے دن کوئٹہ چن ٹرین بھی وہ انہوں نے بند کر دی۔ ہمارے نئے DS صاحب

نے کوشش کی ہے انہوں نے کوپور سے اور پھر شاہید بستان تک یا کوئٹہ تک انہوں نے ایک شش سروں شروع کیا ہفتہ میں ایک دن، اُن کی بوگیاں بھی کم ہیں۔ تو آپ کے پاس جو ریلوے کا محکمہ ہے وہ محکمہ یہاں توجہ ہی نہیں دے رہا ہے۔ یہاں دیکھیں! جب ٹرینیں بند ہوں گی تو روزگار ختم ہو گا یہاں پر جو ملاز میں تھے اُن کو اب فارغ کیا جا رہا ہے۔ اور جو یہاں پر مزدوری کرنے والے قلی تھے وہ بیچارے اب وہ ٹرین آتی نہیں ہے۔ وہ سینکڑوں قلی بیچارے یروزگار ہو گئے ہیں۔ اور جو ستاب سفر تھا لوگوں کا کرنے والے جو غریب لوگ تھے جو ٹرینوں کے ذریعے کراچی، سکھر اور پنجاب جاتے تھے یا وہاں سے آتے تھے اُن کے لیے یہ سہولت ختم ہو گئی ہے۔ اس صورت حال نے جناب اسپیکر اب ہمارے صوبے کا کیا قصور ہے۔ اب جناب اسپیکر ااضمی میں 2006ء میں سبی سے ہر نانی میں درمیان میں جتنے پل تھے وہ اڑا دیے گئے۔ پھر ہمارے حکومت کے دور میں ہم نے تمام وہاں پل بنادیے ہر نانی کا ریلوے اسٹیشن بن گیا۔ شاہرگ کار ریلوے اسٹیشن بن گیا۔ خوس کا بن گیا۔ نسلکہ کا بن گیا۔ اب وہ مکمل تیار ہے لیکن اُس کو start نہیں کیا جا رہا ہے۔ اتنا زبردست راستہ ہے اگر کبھی یہ ٹرین چلے آپ سبی سے ہر نانی آئیں ٹرین میں یہ راستہ بڑا شاندار شاہراہ ہے۔ اور پل آپ دیکھیں گے انگریزوں نے 30 بڑے بڑے سرگن بنائے۔ یہ کوڑک کا سرگن دو کلومیٹر سے زائد کا بنایا ہے۔ بولان میں انہوں نے کوئی 22 سرگن بنائے ہیں ٹرین کے کوئی 300 کے قریب انہوں نے پل بنائے ہیں۔ آج اُسی پل پر وہی ٹرینیں چلتی ہیں لیکن اس ملک کے حکمرانوں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ تو میرا مطالبہ یہ ہے کہ جناب اسپیکر اس قرارداد کے ذریعے کہ جتنے بھی ٹرینیں دس ٹرینیں ہیں کوئٹہ سے ہمارے entire the country دوسرے شہروں میں جن جن کا میں نے نام لیا اُن سب ٹرینوں کو چلا�ا جائے۔ سبی ہر نانی ٹرین کو بحال کیا جائے اُس کو کیوں بحال نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس کی کیا قباحت، کون اس میں رکاوٹ ہے جناب اسپیکر ایف سی والے نہیں چاہ رہے ہیں کہ یہ چلے کیوں کہ اُس میں کوئلہ جائے گا سب سے زیادہ کمائی دینے والا جو ٹرین سروں تھا وہ ہر نانی سبی تھا سالانہ 20 کروڑ روپے اُس کی آمدن تھی۔ کوئلہ جاتا، سبزی جاتا۔ آج کوئلہ ٹرکوں میں جاتا ہے اور ایف سی والے ان ٹرکوں سے ایک ٹن پر پانچ سو روپے بختہ لے رہے ہیں۔ اگر یہ ٹرین میں جائے گا تو پھر بختہ نہیں ہو گا۔ اور جب ٹرین میں جائے گا تو جلدی پنجاب پہنچ جائے گا۔ جب ہر نانی والوں کی سبزیاں ٹرین میں جائیں گی تو جلدی وہاں پہنچ جائیں گی۔ تو یہ میرا مطالبہ ہے کہ یہ سبی ہر نانی ٹرین کو چلا�ا جائے۔ ہمارے کوئٹہ شہر کی جو دس ٹرینیں تھیں اُن کو چلا�ا جائے۔ ہر روز کوئٹہ چن ٹرین چلائی جائے۔ اس قرارداد پر عملدرآمد کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی  
12 اگست 2021ء (مباحثات)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرار داد نمبر 119 منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرار داد نمبر 119 منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب میں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کر سننا ہوں۔

### ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I, Syed Zahoor Ahmed Agha, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 12th August, 2021.

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک متوجی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 08:00 بجکر 45 منٹ پر ختم ہوا)

